ماہنامہ
نعت
لاہور
اعزاز یافتہ صحابیات رضی اللہ عنہن

جلد ۱۰ جون ۱۹۹۷ شمارہ ۶

دربار رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ خواتین

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹرز: شہناز کوثر
اظہر محمود

مینیجر: اختر محمود

قیمت ۱۵ روپے (عام شمارہ)
۶۰ روپے (اشاعتِ خصوصی)
۲۰۰ روپے (زرِ سالانہ)
عرب ممالک کے لیے: ۱۰۰ ریال

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر

خطاط: منظر رقم

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ
لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰
فون ۷۴۶۳۶۸۴

مقالۂ خصوصی

تحریر: رفیق احمد باجوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الملک

ماورائے علم و عقلِ انسان، خالقِ کائنات کے بیان کردہ حقائق پر، کسی علمِ ناقص پر مبنی دلیل طلب کیے بغیر، یوں ایمان لے آنا، کہ ان حقائق کی صداقتوں پر لاریب یقینِ کامل دائم ہو جائے، ایمان بالغیب کے قیام کی شرطِ اوّل ہے۔ ناقص عقل، عقلِ کامل پر کبھی حاوی نہیں ہو سکتی اور اگر حاوی ہونے کی کوشش کرے تو پریشانی و پشیمانی اس کا مقدّر ٹھہر جاتی ہے۔ فانی کا غیر فانی کو محدود کر لینا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا تخلیق کا خالق کا راہ نما ہونا۔

•

جن اسماء کو عام طور پر اسمائے الٰہی کہا جاتا ہے، وہ اللہ کی صفات ہیں۔ یعنی یہ وہ قدرتیں ہیں جو کائنات میں ہمہ وقت جاری و ساری ہیں۔ اور کسی بھی تخلیق کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کی ان جاری و ساری قوتوں میں خلل انداز ہو سکے۔ ان اقدار میں وقت اور فاصلہ حائل نہیں ہو سکتا، کہ وقت ہو یا فاصلہ ہر دو زُمرۂ تخلیقات میں ہیں، خالق نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی جُملہ صفات، اس کے تمام اسما وقت اور فاصلہ پر حاوی ہیں۔ مثلاً ایک کائنات ہی نہیں کائناتوں یعنی عالمین میں اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ یہ نظام رواں دواں ہے کہ کسی بھی وقت اور کسی بھی فاصلے سے کہی ہوئی کوئی بات سُنی جا سکتی ہے اور کسی بھی چیز یا حرکت یا عمل و فعل کو کسی بھی فاصلے سے اسی لمحے دیکھا جا سکتا ہے۔ بالفاظِ دیگر اللہ السمیع بھی ہے اور البصیر بھی۔ وہ کائناتوں میں کی گئی ہر بات اور عمل کو سُن بھی رہا ہے اور دیکھ بھی۔ اور اس نظم کے

حقیقت سے آگاہی پر اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے جب انسان اس حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ رواں دواں صفات اور ان کا حُسنِ انتظام آگاہی اور عدل پر قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی بھی صفت کو نہ بے جا استعمال کرتے ہیں، نہ بے میزان۔

صفات کی میزان کو ہموار رکھنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قدرت ہے۔ ازل تا ابد اور بعدہ، یا قبلہ، اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا استعمال نہ بے جا ہوا ہے، نہ غیر معتدل۔ عدل اللہ تعالیٰ کے نظامِ ربوبیتِ عالمین و مافیہا کا کل و جزوِ لاینفک ہے۔ اس کی "المعز" اور "المذل" ہونے کی صفات روزِ ازل سے تادمِ تحریر غیر متزلزم و معتدل رہی ہیں۔ فرعون اور قارون و ہامان کے عہدے ان کو عزت نہ دلا سکے اور ایک کملی پوش ﷺ کو وہ عزت عطا ہو گئی کہ میدانِ عزت و وقار میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ نہیں، جو عزّت علی ہجویریؒ کو عطا ہوئی، وہ اپنے وسائل پر نازاں کسی بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی۔ اُدھر ملکہ جہاں گیر تھیں، جہاں کا نور کہلاتی تھیں کہ مزار پر "بر مزارِ ما غریباں نے چراغے نے گلے" تحریر ہے، اور ادھر ایک بوریا نشین کی لوحِ مزار پر "گنج بخش فیضِ عالم" رقم ہے۔ کیا حُسنِ عدل و انتظام ہے کہ وسائل پر نازاں غریب ہونا تسلیم کر لے اور بوریا نشین بے مکان داتا اور گنج بخش قرار پائے۔ یہ عدل ہے اللہ تعالیٰ کے نظامِ صفات کی میزانیت کا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ صفات، اس کے اسمائے حسنیٰ اللہ تعالیٰ کی طرح زندۂ جاوید اور "لم یلد لم یولد" ہیں۔ یہ تمام صفات لاثانی بھی ہیں اور بے مثل بھی۔ ان کی افادیت یہ بھی ہے کہ یہ عالمین کے مفاد کے لیے استعمال ہوتی اور ہمہ وقت زندہ و کارفرما ہیں۔ لحہ بہ لحہ تغیّر پذیر کائنات کا خالق کبھی غیر یا متغیر نہیں ہوتا۔ ہاں! ہاں۔ نہ اس کی ذات نہ اس کی صفات۔ آؤ! اس "العظیم" اور "الاعلیٰ" کے روبرو رکوع و سجود پذیر ہو جائیں۔ کہ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ تقاضائے فطرت بھی ہے اور حاجتِ انسانیت بھی کہ جس طرح اللہ کے اسم ہائے مبارک السمیع و البصیر کے کائناتی مطالعے کے بعد یہ معلوم کر لیا کہ کائنات میں وقت اور فاصلے سے آزاد ہو کر کسی بھی جگہ پر کی ہوئی بات کے سنے جانے کا اہتمام موجود ہے۔ اور انسانوں نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن مہیا کر لیے۔ یہ جان کر کہ کسی بھی عمل یا حرکت کو محفوظ کیا جا سکتا ہے، وڈیو سسٹم ایجاد کر لیا۔ یہ جان لیا کہ آواز اصولِ تخلیق ہے۔ جان چکے کہ کُن فیکون کا عمل کس انداز سے عالمین میں برپا ہے۔ اسی طرح یہ تسلیم کر کے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات کا کائنات میں اپنا اپنا نظام اور مقام ہے۔ وہ "المتکبّر" ہو تو کیا اندازِ قوئ کائنات ہوتے ہیں اور "الغفور" ہو تو کیا کیا کیفیتیں وجود میں آئیں گی۔

جس روز انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کی عملداری واضح ہو گئی، اسی روز انسانیت "یؤمنون بالغیب" سے فیض یاب ہو گی اور وہ عالم ہو گا جب عالمین کا "یقیمون الصّلوٰۃ" ہونا انسانی ادراک میں ہو گا۔ اور انسان عالمین کے لیے ارسال شدہ رحمت کے مقامِ واقعی سے آگاہ ہو کر السّلامُ علیکَ ایُّھا النّبی بھی پکار رہے ہوں گے اور السّلام علینا والسّلام علیکم بھی۔
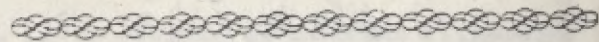
آئندہ شمارہ

مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت

(جولائی ۱۹۹۷)

اعزازیافتہ صحابیاتؓ

دربار رسول ﷺ سے

اعزازیافتہ خواتین

تحریر: شہناز کوثر

تقدیم

تمام عالمین حضور رسولِ اکرم ﷺ کے مرہُونِ احسان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے، اس کا باعث حضور رسولِ اکرم ﷺ کی پیدائش اور خلقت ہے۔ اگر حضور ﷺ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کچھ بھی تخلیق نہ فرماتا۔ پھر ربُّ العالمین جلّ شانہ، نے حضور ﷺ کو رحمۃٌ للعالمین بنا کر بھیجنے کا اعلان فرمایا۔ جن دنیاؤں کا، جن کائناتوں کا اللہ کریم رب ہے، ان کے لیے حضور ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

دُنیائے انسانیت بھی آپ ﷺ کی مرہونِ احسان ہے کہ اس کی خلقت بھی آپ ﷺ کی وجہ سے ہوئی۔ پھر انسانوں کو اشرف المخلوقات بنا دیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا، اور اس طرح سب مخلوقات سے افضل حیثیت عطا فرما دی۔ اس کا مزید کرم یہ ہے کہ اس نے ہمیں اُمّتِ محمدیہ (ﷺ) میں پیدا فرمایا، ہم اس کے محبوب پاک ﷺ کے نام لیوا ہیں۔ اس نے اپنے اس احسان کا ذکر ہی نہیں کیا، باقاعدہ یہ احسان جتایا ہے۔ **لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا**۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا اہلِ ایمان پر احسان ہے کہ اس نے ان میں رسول (ﷺ) بھیجا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان مومن مردوں پر بھی ہے، مومن عورتوں پر بھی۔ حضور رسولِ اکرم ﷺ نے مومن خواتین و حضرات کو جو عزّتیں بخشیں، جو اعزازات عطا فرمائے، وہ دنیائے انسانیت کو اعزاز بخشنے کی ابتدائی صُورت ہیں۔

اسلامی معاشرے کو عالم انسانیت کے لیے نمونہ بنانا مطلوب ہے، مسلمانوں کو دنیا کی امامت کے لیے چُنا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سارے انسان سیدھی راہ پر آ جائیں، اسلام کی برکات سے مُتمتّع ہوں اور اس طرح ان اعزازاتِ رسولِ کریم سے مُستفید ہوں۔

حضوُر رسولِ اکرم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دنیا امن و سکون کا گہوارہ بن جائے۔ سب لوگ ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوں۔ مخالفتیں، مخاصمتیں، شکر رنجیاں، دشمنیاں ختم ہو جائیں۔ تمام دنیائے انسانیت کے لیے اسلامی معاشرے کو نظیر اور مثال کے طور پر تشکیل دیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میں مبعوث ہی اخلاق کے فروغ کے لیے کیا گیا ہوں۔ اسلام ہر انسان کو دوسرے انسان کی مدد کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اسے کسی قسم کا دکھ پہنچانے کی ممانعت کرتا ہے۔

مثالی اسلامی معاشرے میں ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ اگر ہم لوگ خدا و رسولِ خدا (جلّ شانہٗ و صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم) کے احکام و ارشادات پر عمل پیرا ہوں، حضور ﷺ کی سیرتِ طیّبہ سے رہنمائی حاصل کریں تو دنیا کو امن و عافیت اور سکون و اطمینان کا گہوارہ بنانے کی روشن مثال پیش کر سکتے ہیں۔

(مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل و تدوین کے لیے مُسلم حضرات اور مُسلم خواتین پر حضورِ اکرم ﷺ کے جو احسانات ہیں، ان کے اجمالی ذکر کے لیے بھی سیکڑوں ہزاروں صفحات درکار ہیں۔ زیرِ نظر تجزیے میں ہم صرف ان اعزازات کی طرف اشارے کرتے ہیں جو مسلم خواتین کو بحیثیتِ مجموعی عطا فرمائے گئے۔)

صحیحین میں حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل ہے کہ مکّہ

میں ہم لوگ عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے، مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی۔ لیکن جب اسلام آیا اور خدا نے ان کے متعلق آیتیں نازل کیں تو ہم کو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی۔

عورت کی کئی حیثیتیں ہیں، وہ بیٹی ہے، بیوی ہے، ماں ہے۔ ہر حیثیت میں حضورِ اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے عورت مظلوم تھی، بے حیثیت تھی۔ بیٹی کے طور پر اس کو کئی معاشروں میں موجبِ ننگ اور وجہِ عار سمجھا جاتا تھا۔ عرب میں بھی بعض سردار قسم کے لوگ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ان کی اس حرکت کا ذکر سورۂ نحل، التکویر، الشّوریٰ میں موجود ہے۔ حضور ﷺ نے بیٹیوں کو عزّت عطا فرمائی۔ بیٹیوں کو گاڑ دینے کی ممانعت ہوئی، ان سے محبّت اور شفقت کی تلقین کی گئی۔

طبرانی میں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ جو اس بچّی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت تک خدا کی مدد اس کے شاملِ حال رہے گی۔ **سُنن ابو داوٗد** میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقے پر اسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا، اور نہ بیٹے کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی، تو خدا ایسے آدمی کو جنّت میں داخل کرے گا۔ **مشکوٰۃ شریف** میں ہے جو شخص بیٹیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ بیٹیاں اس کے لیے قیامت کے دن جہنّم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔

حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے بیوی کی حیثیت کا تعیُّن صرف اس حدیثِ پاک سے کیا جا سکتا ہے جو بخاری شریف میں کعب بن اشرف کے قتل کے

سلسلے میں بیان ہوئی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ عورت ڈھور ڈنگر اور دوسرے مال کی طرح رہن تک رکھی جا سکتی تھی۔ مالک رام اپنی کتاب "عورت اور اسلامی تعلیم" میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ رہن کی جا سکتی ہے تو ظاہر ہے کہ فروخت بھی کی جا سکتی ہے۔

حضور ﷺ کی بعثت سے عورت کو یہ اعزاز ملا کہ سورہ النّسا میں کہا گیا۔ "لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔ جس نے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بھی پیدا کیا۔ اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلائے"۔ اسلام نے انسانی اور اخلاقی سطح پر عورتوں کو مردوں کے مساوی مقام عطا فرمایا۔ **یَا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْن** کا خطاب مومن مردوں اور عورتوں' دونوں کے لیے ہے۔ قرآن مجید نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ یوں' وہ ایک دوسرے کے اعضا و جوارح قرار پاتے ہیں۔ "**اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ**" میں بھی تذکیر و تانیث کی کوئی قید نہیں۔ آخرت میں اجر کے لحاظ سے یا تعزیر کے لیے مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ جس نے اللہ کے احکام کی تعمیل کی' اسے اجر ملے گا' جو خلاف ورزی کا مُرتکب ہوا' خسارے میں رہے گا۔ چاہے مرد ہو یا عورت۔ "**طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِم**" میں مسلم مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔

حضورِ اکرم ﷺ نے عورت کو ذاتی ملکیت کا حق دیا ہے جس میں از رُوئے قانونِ اسلامی' کوئی دوسرا شریک نہیں ہوتا۔ حقِ مہر کی وصولی اور اس پر بلا شرکت غیرے پورا تصرُّف بیوی کا حق ہے۔ حق مہر اس کے ماں باپ وصول نہیں کر سکتے۔ پھر' اس کے بعد اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری بھی خاوند پر ہے۔ شادی کے سلسلے میں حضورِ اکرم ﷺ نے عورت کو حق دیا ہے کہ اس کی مرضی یا رِضا

کے خلاف نکاح نہیں ہو سکتا۔ (یاد رہے کہ عورت کی رضا کے بغیر تو ایسا ہوا ہے' لیکن اس کی رضا کے خلاف نکاح نہیں ہو سکتا۔ ہو تو فسخ کیا جاتا رہا ہے)۔ حضورِ اکرم ﷺ نے خواتین کو ایک بہت بڑا اعزاز یہ عطا فرمایا کہ وراثت میں انھیں شامل کیا۔ اس سے پہلے ایسی کوئی صورت نہیں تھی۔ پھر ظالم' ناکارہ یا ناپسندیدہ شوہر سے نجات حاصل کرنے کا جو حق (حقِ خُلع) سرکار ﷺ نے مُسلم خواتین کو عطا فرمایا ہے' وہ دنیا بھر میں کہیں موجود نہ تھا۔ بلکہ اب تک دنیا کے کسی قانون نے عورت کو یہ حق نہیں دیا۔

عام طور سے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کو گھر میں قید کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت گھر کی نجی زندگی کی نگران ہے۔ گھر کی مُختارِ کُل ہے۔ ازدواجی زندگی میں سکون نہ ہو تو دنیا کی کوئی سہولت' دنیا بھر کا مال و دولت' باقی ہر طرح کی آسودگی مرد کو بے سکُون رکھتی ہے۔ پھر خواتین گھر میں بچوں کی تربیت پر پوری توجُّہ نہ دیں' تو اس کے جو برگ و بار پیدا ہوتے ہیں' وہ ہم معاشرے کی بُرائیوں کی صُورتوں میں بُھگت رہے ہیں۔ سچّی بات یہ ہے کہ عورت کے لیے گھر کی ذمّہ داریاں اتنی زیادہ ہیں اور اتنی زیادہ اہم ہیں کہ اگر وہ انھیں بطریقِ احسن پورا کر لیتی ہے تو گھر کو جنّت کا نمونہ بنا دیتی ہے اور گھروں کے مجموعے ہی کا نام معاشرہ ہے۔ ہر گھر کے افراد مطمئن ہوں' ہر گھر سکون و عافیت کا نمونہ ہو' تو پورا معاشرہ مثالی حیثیت اختیار کر سکتا ہے۔

یہ ذمّہ داری اتنی اہم اور بنیادی ہے کہ اسلام نے خواتین کو اجتماعی نماز سے بھی مُستثنٰی قرار دیا ہے۔ ان کے لیے حکم ہے کہ وہ گھروں کو سجدہ گاہ بنائیں۔ اگر انھیں گھروں میں قید کیا گیا ہوتا تو باہر کی ذمہ داریاں ان کے لیے ممنوع ہوتیں' جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابیاتؓ نے گھروں سے باہر بھی مختلف شعبوں میں کارہائے

نمایاں انجام دیئے۔

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے ایک یہودی کو مارا۔ حضرت نُسَیبہ اُمِّ عمارہؓ نے غزوۂ اُحُد میں بہادری اور شجاعت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے بے مثال کارکردگی دکھائی۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہؓ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ اور حضرت اُمِّ سلیطؓ نے اس غزوے میں زخمیوں کو پانی پلایا، ان کی مرہم پٹّی کی۔ اُمُّ المؤمنین حضرت جویریہؓ حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ حضرت اُمِّ ربانؓ حضرت اُمِّ حکیمؓ اور حضرت خولہؓ وغیرہ نے جنگِ یرموک میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ بعض صحابیاتؓ نے عورتوں میں اشاعتِ اسلام کی خدمت انجام دی۔ بہت سی صحابیاتؓ نے علمی کارنامے انجام دیئے اور طب و جراحت میں، تجارت میں، صنعت و حرفت، کتابت اور خیاطت میں بھی نام پیدا کیا۔ اگر اسلام نے عورتوں کو قید میں رکھا ہوتا تو یہ سب کچھ کیسے ہوتا۔

لیکن جو حقیقت ہم فراموش کر دیتے ہیں، یہ ہے کہ ان قابلِ احترام خواتین نے یہ کارنامے مُستقل بنیادوں پر انجام نہیں دیئے، یہ کام گھریلو ذمہ داریاں تج کر نہیں کیے۔ وقتی اور ہنگامی ضرورت کے تحت انھوں نے ایسا کیا۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہ سارے کام خواتین کر سکتی ہیں، ان کے لیے یہ کام ممنوع نہیں ہیں۔ جب اشد ضرورت آ پڑے، انھیں یہ سب کچھ کرنے کی آزادی ہے، لیکن مستقل طور پر نہیں۔ مستقل کام جو بنیادی نوعیت کا ہے اور جس میں کامیابی ہی سے ہر کامیابی مشروط ہے، وہ خواتین کی گھریلو ذمہ داری ہے۔

عورت کی ایک حیثیت اس کا ماں ہونا ہے۔ اور یہی کسی عورت کی معراج ہے۔ عورت کی باقی تمام حیثیتیں بالآخر اسی پر منتج ہوتی ہیں۔ عورت کا مُنتہائے کمال یہ ہے کہ وہ ماں بنے۔ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے ماں کی عزّت و احترام کا

کوئی تصوّر نہیں تھا۔ اسے بھی بس ایک عورت ہی سمجھا جاتا تھا۔ یہ تک ہُوا کہ باپ کے بعد بیٹے نے ماں کے ساتھ شادی رچالی۔ حضورِ اکرم ﷺ کی بعثت کے احسان نے عورت پر سب سے بڑی صُورت یہ دکھائی کہ جنّت کو ماں کے قدموں میں ڈھونڈنے کو کہا گیا۔ ماں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی اُلُوہی ہدایات اور حضور ﷺ کے ارشادات و فرمودات اسے بہت بڑا مقام عطا کرتے ہیں۔ خدمت میں اوّلیّت کا حق دار ماں کو قرار دیا گیا۔ ماں باپ کو جھڑکنے اور ستانے کو ممنوع فرما دیا گیا۔ ماں کو محبّت کی آنکھ سے دیکھنے کو حج کے برابر قرار دیا گیا۔

سُنَنِ نسائی میں ہے، ایک صحابیؓ نے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے پوچھا، تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا، تم اس کی خدمت کرو، کیونکہ جنّت اس کے قدموں تلے ہے۔ بخاری شریف (کتاب الادب) میں ہے، حضور ﷺ نے حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ کو فرمایا کہ ماں مشرک بھی ہو تو اس کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا چاہیے۔

لونڈیوں کا وجود اسلام سے پہلے تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے اسے ایک دم تو ختم نہیں فرمایا، لیکن ایسے احکام جاری فرمائے، اس طرح لوگوں کی تربیت کی، ایسی پابندیاں عاید کیں، لونڈیوں کے یوں حقوق متعیّن کیے کہ آہستہ آہستہ یہ رسم ختم ہو گئی۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے رضاعت کے حوالے سے کسی احترام، کسی قرابت کا تصوّر نہیں تھا، آپ ﷺ نے دودھ کو خون کی طرح مقدّس و محترم قرار دیا۔ رضاعی ماں، رضاعی بہن، رضاعی خالہ وغیرہ کی حیثیت کا تعیُّن اور ان کا احترام حضور رسولِ اکرم ﷺ کا خواتین کے لیے ایک اور بڑا اعزاز ہے۔

یہ تو وہ اعزازات ہیں جو حضور ﷺ نے دنیا بھر کی خواتین کو عطا فرمائے۔

ان کا دائرہ قیامِ قیامت تک وسیع ہے۔ مگر ایک اعزاز آپ ﷺ نے اپنے سامنے موجود خواتین کو بخشا۔ وہ عورتیں جنھوں نے آپ ﷺ کو ایمان کی آنکھ سے دیکھا' صحابیاتؓ کہلائیں۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ اُمّتِ مُسلمہ کی بڑی سے بڑی متّقی' نیک اور دانشور خاتون کسی صحابیہؓ کے مقامِ رفیع کو تو کیا پائے گی' ان کی خاکِ پا نہیں ہو سکتی۔

پھر مزید تخصّص یہ سامنے آتا ہے' کہ حضور ﷺ نے صحابیاتؓ میں سے کچھ خواتین پر انعام و اکرام فرمائے۔ کسی کو شہادت کی خوشخبری دی' کسی کو جنّت کی۔ کسی کے گھر جاکر آرام فرمایا' کسی کی تعریف فرمائی۔ کسی کو رازداری کے لیے منتخب فرمایا' کسی کے لیے دُعا فرمائی۔ کسی کو اپنی کفالت میں لے لیا' کسی کو اپنے بدن کا حصہ فرمایا۔ کسی کو اپنی بیٹی فرمایا' کسی کو بھتیجی فرمایا۔ کسی کے وفات کے سال کو غم کا سال قرار دیا' کسی کو اپنی قمیص کا کفن دیا' کسی کی قبر میں لیٹے۔ اس طرح صحابیاتؓ میں سے جنھیں بطورِ خاص کسی اعزاز سے سرفراز فرمایا' ان کا ذکر ہماری زیرِ نظر تالیف کا موضوع ہے۔ خدا کرے' یہ کاوش بارگاہِ خداوندی اور دربارِ مصطفوی (ﷺ) میں قبولیت کا شرف پالے۔

حضور ﷺ نے جنھیں ماں کہہ کر اعزاز بخشا

حضورِ اکرم ﷺ کچھ عورتوں کو ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ کسی خاتون کو حضور ﷺ کا ماں کہنا اس عورت کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معزّز خاتون میں ماں کی جھلکیاں تھیں اور وہ آپ ﷺ کو ماں کی طرح عزیز تھیں۔

السیرۃ الحلبیہ میں ہے' جن خواتین کو حضور ﷺ نے ماں کہہ کر پکارا' اُن میں آپ ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ بھی ہیں۔ یہ بنیادی طور پر تو حضور ﷺ کی رضاعی بہن ہیں مگر چونکہ انھوں نے آپ ﷺ کی پرورش میں اپنی والدہ کا ساتھ دیا تھا اس لیے حضور ﷺ نے انھیں ماں کہہ کر پکارا۔ بڑی بہن ماں کے برابر ہے کیونکہ وہ چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی حیاتِ پاک میں بچپن کے ابتدائی چند قیمتی سال حضرت حلیمہؓ کی گود میں گزارے تھے۔ اس عرصے میں حضرت شیماؓ ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا کرتی تھیں۔ اس بات کا انداز اس واقعے سے بھی ہوتا ہے کہ ایک بار حضرت حلیمہؓ نے حضرت شیماؓ سے کہا کہ انھیں اتنی گرمی میں کیوں لیے پھرتی ہو' تو حضرت شیماؓ نے ماں سے کہا کہ میرے بھائی نے دھوپ کی گرمی محسوس نہیں کی۔ اس لیے کہ بادل آپ ﷺ پر سایہ کرتا تھا' جب یہ ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلتے تو بادل بھی چل پڑتا تھا' یہاں تک کہ ہم یہاں آپہنچے۔ حضرت شیماؓ حضورِ اکرم ﷺ کی پرورش' خدمت و تربیت اور دیکھ بھال میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ اُسد الغابہ' المواہبُ اللدنیہ میں ہے' حضرت حلیمہؓ سعدیہ گھر کے کاموں میں مصروف ہوتیں تو حضرت شیماؓ حضور ﷺ کو اُٹھائے اُٹھائے پھرا کرتی تھیں' بہلاتیں' نہلاتیں' دھلاتیں اور کپڑے بدلا کرتیں۔

ابنِ قتیبہ کتاب المعارف میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے تایا حضرت زبیر بن عبد المطلبؓ کی بیوی عاتکہ بنتِ وہبؓ کو بھی ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضورِ اکرم ﷺ کے دادا کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پرورش کے اصل ذمّہ دار تو حضرت ابو طالبؓ اور ان کی زوجہ حضرت فاطمہ بنتِ اسدؓ تھیں مگر ان کے ساتھ حضرت زبیرؓ اور ان کی بیوی عاتکہؓ بھی حضور ﷺ کی پرورش و نگہداشت میں حصّہ دار ہوں گی۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ حضرت عاتکہؓ کا بہت احترام کیا اور ان کے بیٹوں سے ہمیشہ اچھا سلوک کیا۔ خیبر کی جائیداد سے بھی انھیں وافر مقدار میں حصّہ دیا۔ اُسُدُ الغابہ فی معرفتِ الصّحابہؓ میں ہے حضرت عاتکہؓ کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کو آقا حضور ﷺ میرے چچا کے بیٹے اور میرے دوست فرمایا کرتے۔ کبھی انھیں میری ماں کے بیٹے اور میرے محب فرماتے۔

ایک اور خاتون جن کو حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی ماں فرمایا، وہ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابو طالبؓ کی بیوی فاطمہ بنتِ اسدؓ ہیں۔ یہ خاتون کئی حوالوں سے حضور ﷺ کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ یہ حضرتؐ کے دادا عبد المطلبؓ کی بھتیجی، حضرت علیؓ، جعفرؓ، عقیلؓ اور طالب کی والدہ اور حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کی ساس تھیں۔ انھیں "اُمّی بعد اُمّی" کہا۔

حضور ﷺ نے ان کی وفات کے موقع پر فرمایا۔ "یہ خود بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھلایا کرتی تھیں۔ مجھے لباس پہناتی تھیں۔ یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں"۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر حضرت فاطمہ بنتِ اسد کے انتقال کی اطلاع دی۔ یہ سُن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میری ماں کے احترام میں اُٹھ جاؤ"۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے اور دارِ وفات پر پہنچے۔ حضور ﷺ ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا "اے میری ماں کے بعد میری ماں! اللہ تجھ پر رحم کرے۔" اور ان

کی تعریف فرمائی۔ اُسُد الغابہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے انھیں اپنی قمیص پہنائی اور ان کی قبر میں لیٹے۔

حضرت اُمِّ ایمنؓ دراصل حضور ﷺ کے والدِ گرامی کی کنیز تھیں اور آپ ﷺ کو ورثہ میں ملی تھیں۔ اُسوۃُ الرّسول ﷺ میں ہے، انھوں نے حضرت حلیمہؓ کے لے جانے سے پہلے اور بعد میں ہر پرورش کرنے والے کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کی خدمت کی۔ یہ ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ یہ خاتون حضورِ اکرم ﷺ کی پیدائش مبارک، لڑکپن، شباب، وقتِ نبوّت اور حتّیٰ کہ وصال تک آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ ان کے سامنے ہی آپ ﷺ کی تمام اولاد نے بھی انتقال فرمایا۔ حضور ﷺ ان سے بہت محبّت کرتے تھے اور انھیں اپنی "ماں کے بعد اپنی ماں" فرمایا کرتے۔ اعلام النسا (جُز اول) میں ہے، جب ان پر نظر پڑتی، تو "اُمّی" کہہ کر پکارتے۔ اسد الغابہ میں ابنِ اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت حلیمہؓ بنتِ ابو ذوہیب کی بہن سلمیٰ بنتِ ابوذوہیب کو بھی حضور ﷺ ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

جن سے حضور ﷺ نے محبّت کا اظہار فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے بہت محبّت فرماتے تھے۔ انھیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جب بھی حضور ﷺ سے ملنے کے لیے جاتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہو کر انھیں چُومتے اور اپنے پاس بٹھاتے۔ جب آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ سے ملنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہؓ آئیں اور فرطِ غم سے حضور ﷺ پر گر پڑیں، اس وقت میں نے انھیں بوسہ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو بھی حضرت فاطمہؓ سے زیادہ طور اطوار، متانت اور وقار میں حضور ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا۔

حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاص حضور ﷺ کی نواسی تھیں۔ یہ رسولُ اللہ ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی بیٹی تھیں۔ ان سے آپ ﷺ کو بڑی محبّت تھی۔ آپ ﷺ ان کو گود میں اٹھا کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ کے پاس یمنی ہار آیا۔ آقا حضور ﷺ نے فرمایا "یہ ہار میں اُس کو دوں گا جو مجھے سب سے پیارا ہے۔" سب کو خیال ہوا کہ یہ ہار حضرت عائشہؓ کو دیا جائے گا مگر حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت امامہؓ کو بلا کر یہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

جن سے حضورِ اکرم ﷺ بہت محبّت فرماتے تھے' ان میں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کا نام بھی بہت اہم ہے۔ یہ وہ خاتون ہیں جن کے بارے میں تمام اہلِ سِیَر متفق ہیں کہ حضور ﷺ سے شادی کے وقت ان کی عمر چالیس برس تھی۔ اور ان کی وفات کے وقت ان کی عمر ۶۵ برس تھی۔ یہ ۲۵ برس حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ رہیں۔ حضور ﷺ کو حضرت خدیجہؓ سے اس قدر محبّت تھی کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ ان کو تمام عمر یاد فرماتے رہے۔ سیرتِ رسولِ عربی ﷺ اور سِیَرُ الصّحابیاتؓ میں ہے کہ ان کی پسندیدہ شخصیت' وفادارانہ طرزِ عمل اور بہترین عادات نے حضور ﷺ کے دل میں محبّت و اُنسیت کا ایسا لطیف اور گہرا نقش ثبت کر دیا تھا کہ آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہ کی۔ اور سرکار ﷺ کی وفات کے سال کو "عام الحُزن" یعنی غم کا سال قرار دیا۔

دراصل یہ اعزاز انھیں اِس وجہ سے بھی حاصل ہوا کہ وہ رفاقت کے ان ۲۵ برسوں میں ہمیشہ آپ ﷺ کے ہمراہ رہیں اور ان کی درحقیقت مشیر اور وزیر اور ساتھی تھیں۔ یہ حضور ﷺ سے بے پناہ محبّت کرتیں۔ رحمتٌ لّلعالمینؐ (قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری) میں ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی رفاقت میں سب مشکلات اور مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور ہر معاملے میں آپ ﷺ کی

مُونس و غم خوار رہیں بلکہ جب کُفّار حضور ﷺ کو اپنی حرکتوں سے پریشان کر دیتے تو اَصَحُّ السِّیَر میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ کو دیکھ کر اور ان کی ہمدردانہ باتیں سن کر آپ ﷺ ہر پریشانی دور ہو جاتی۔

اُمّ المؤمنین حضرت ریحانہؓ بنتِ شمعون سے حضورِ اکرم ﷺ کو بہت محبّت تھی اور آپ ﷺ ان کی ہر فرمائش پوری فرمایا کرتے تھے۔ یہ حُسنِ صُورت کے ساتھ ساتھ نہایت پاکیزہ اخلاق کی حامل تھیں۔ حضرت ریحانہؓ حضور ﷺ کے وصال سے چند مہینے پہلے ہی وفات پا گئیں اور انھیں جنّتُ البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت اُمِّ ہانیؓ حضرت ابو طالبؓ کی بیٹی تھیں۔ ان سے حضور پاک ﷺ بہت محبّت فرماتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اُمِّ ہانیؓ بکری لے لو' یہ بڑی برکت والی چیز ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ ان سے اس قدر محبّت فرماتے کہ فتحِ مکّہ کے دن ان کے کہنے سے دو واجب القتل افراد کو معاف فرما دیا۔ حضرت اُمِّ ہانیؓ بھی حضورِ اکرم ﷺ سے بے حد محبّت کرتی تھیں۔ علّامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ جب معراج کا واقعہ ہُوا اور آپ ﷺ نے حضرت اُمِّ ہانیؓ کو سنایا تو انھوں نے آگے بڑھ کر حضور ﷺ کی چادر مبارک تھام لی اور عرض کی کہ آپ ﷺ یہ بات قریش کے سامنے نہ کریں' کیونکہ وہ آپ ﷺ کی تکذیب کریں گے مگر آپ ﷺ نے چادر چھڑائی اور باہر چلے گئے۔ حضرت اُمِّ ہانیؓ نے فوراً اپنی کنیز سے کہا کہ تیرا بھلا ہو' تو آقا حضور ﷺ کے پیچھے جا اور غور سے سُن کہ آپ لوگوں سے کیا فرما رہے ہیں۔

دُخترانِ اسلام میں ہے' جب انصار کی بچیوں نے حضور ﷺ کی آمد پر گیت گایا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا "کیا تم مجھ سے محبّت رکھتی ہو؟ انھوں نے عرض کی ہاں یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم)! حضورِ اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا۔ "خدا کی قسم! میں بھی تم لوگوں سے محبّت رکھتا ہوں"۔

اُسوۂ صحابیاتؓ میں ہے حضرت اَنَس بن مالکؓ ایک واقعے کا ذکر یوں کرتے

ہیں کہ ایک بار انصار کی عورتیں اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب سے آ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو آتا دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور تین بار فرمایا کہ تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک انصاریہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر آئیں اور آپ ﷺ نے ان سے یہ گفتگو فرمائی اور اسی سلسلے میں دوبارہ فرمایا کہ "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو"۔

جن کے لیے حضور ﷺ نے دُعا فرمائی

جن خوش قسمت خواتین کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آقا حضور ﷺ نے اُن کے لیے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں خود دُعا فرمائی، اُن میں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ، اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ کی چچی حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد، حضرت اُمِ رومانؓ، حضرت اُمّ حرام، حضرت ہالہ بنتِ خویلد، حضرت اُمِّ عمارہؓ، رافع بن سنان کی بیٹی حضرت اُمّ قیسؓ، حضرت سلمہؓ بنتِ عاصم بن عدی، حضرت سمیہؓ بنتِ خباط، حضرت اُمّ زفر، اُمِ خالدؓ، حضرت جلیب کی بیوی اور حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ شامل ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کو جو اعزازات ملے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی قبر پر ان کے لیے دعا فرمائی۔ یہ خاتون بہت جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ حضورِ اکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔ یہ پہلی مسلمان خاتون ہیں کیونکہ تمام اہلِ سِیَر اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خدیجہؓ تمام مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور ان کے بعد تمام مرد اور عورتیں ایمان لائے۔ جب شعبِ ابی طالب کا واقعہ ہوا تو اس مشکل اور صبر آزما دور میں بھی یہ حضور ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ ہماری یہ ماں یہ نہایت عبادت گزار تھیں اور حضور ﷺ سے محبّت کرتی

تھیں۔ بلکہ حضور ﷺ کی محبّت میں آپ ﷺ کے تمام متعلّقین سے بھی محبّت فرماتیں۔

جس دور میں حضور ﷺ کی ہر طرف سے مخالفت ہو رہی تھی، اُس وقت بھی یہ آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ معارج النّبوت (جلد دوم) میں ہے، انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی حضورِ اکرم ﷺ کو آزردہ نہیں کیا اور نہ کبھی کوئی عمل کیا جس سے آپ ﷺ کے دل مبارک پر ملال کا غبار آیا ہو۔ صحابیاتؓ (مرتبہ نیاز فتحپوری) اور تذکار صحابیات میں ہے، یہ انتہائی امیر ہونے کے باوجود حضور ﷺ کی خدمت خود کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی ہمیشہ تعریف ہی فرمائی۔

حضورِ اکرم ﷺ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ سے بھی بہت محبّت فرماتے۔ سُنَن ابی داوٗد میں روایت ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے۔ "اے باری تعالیٰ! یوں تو میں سب بیویوں سے برابر سلوک کرتا ہوں مگر دل میرے بس میں نہیں کہ وہ حضرت عائشہؓ کو زیادہ محبُوب رکھتا ہے۔ یا اللہ اسے معاف فرمادے۔" حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی فضیلت یوں بیان فرمائی "عائشہؓ کو عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح شوربے میں ملی ہوئی روٹی (ثرید) کو کھانوں کی دوسری اقسام پر۔"

حضور ﷺ کو اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے بے پناہ محبّت تھی۔ ایک بار آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حسینؓ پر اپنا کمبل ڈال کر دعا فرمایا یا اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ ایک بار یہ دعا فرمائی کہ یا الٰہی فاطمہؓ تیری کنیز ہے، اس سے راضی رہنا۔

حضور ﷺ نے اپنی چچی حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد کی وفات پر ان کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے۔ جب قبر تیار ہوئی تو خود ان کی قبر میں اُترے اور دُعا فرمائی۔ یا اللہ! میری ماں فاطمہؓ بنتِ اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کر دے۔ بوسیلہ اپنے نبی ﷺ کے اور ان نبیوں کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو الرّحمان الرّحیم

ہے"۔

حضرت اُمِّ رومانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ تھیں۔ ان کی قبر میں حضور ﷺ نے انھیں خود اتارا اور دعائے مغفرت فرمائی۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کے قبولِ اسلام کے فوراً بعد ایمان لائی تھیں۔

جب حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کی تو اُن کے ساتھ حضرت اُمِّ ایمنؓ کو بھی بھیجا اور خود تھوڑی دیر بعد حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازہ حضرت اُمِّ ایمنؓ نے کھولا۔ شیخ محمد رضا مصری کی کتاب "محمدؐ رسول اللہ ﷺ" میں ہے کہ ازراہِ محبت فرمایا۔ کیا تم بنتِ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے لیے آئی ہو۔ حضرت اُمِّ ایمنؓ نے کہا ہاں! میں بنتِ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے لیے آئی ہوں۔ تو آپ ﷺ نے حضرت اُمِّ ایمنؓ کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

حضرت اُمِّ حرام حضور ﷺ کی خالہ مشہور تھیں کیونکہ یہ آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کی بیوی کی بھتیجی تھیں۔ ایک بار آپ ﷺ حضرت اُمِّ حرامؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد مسکراتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا' میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوے کے لیے جا رہے ہیں۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے التجا کی کہ ان میں میری شرکت کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور پھر سو گئے۔ دوبارہ مسکراتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا کہ تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو۔ یہ بات ۲۸ ہجری میں پوری ہوئی کہ جزیرہ قبرص پر حملہ کے لیے مسلمان گئے۔ ان میں اپنے خاوند کے ہمراہ حضرت اُمِّ حرامؓ بھی موجود تھیں۔ فتح کے بعد' واپسی پر' یہ سواری سے گر کر فوت ہو گئیں۔

جن صحابیات کے لیے حضور ﷺ نے دعا فرمائی' ان میں حضرت ہالہؓ بھی شامل ہیں۔ ایک بار یہ آپ ﷺ سے ملنے آئیں تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ "اے

اللہ! تو ہالہؓ کو اپنی برکتوں سے نواز"۔ اس دُعا سے حضرت ہالہؓ بے حد خوش ہوئیں۔ یہ حضرت خدیجہؓ کی بہن تھیں۔ ان کی اولاد میں صرف حضرت ابوالعاص تھے۔ جن کی شادی حضورِ اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ سے ہوئی تھی۔ حضرت خدیجہؓ ابوالعاص سے بے حد محبّت فرماتیں اور انھیں اپنا بیٹا سمجھتی تھیں۔ جب کُفّار نے دعوتِ حق پر لبیک کہنے والوں پر ظلم ڈھائے تو اس وقت ابولہب نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کی بیٹیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمِّ کلثومؓ کو طلاق دے دیں۔ اس وقت ابولہب کے بیٹوں سے ان کے نکاح ہو چکے تھے۔ ابولہب کے بیٹوں نے باپ کا حکم مان لیا۔ اس موقع پر حضرت ابوالعاص پر بھی بہت دباؤ ڈالا گیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو طلاق دے دیں مگر ابوالعاص نے انکار کر دیا اور حضرت زینبؓ کے ساتھ حُسنِ سلوک سے ہی پیش آتے رہے۔ حضور ﷺ ان کے اس عمل کی ہمیشہ تعریف فرماتے تھے۔

غزوۂ اُحُد میں حضرت اُمِّ عمارہؓ نے ایسی بہادری کا مظاہرہ کیا کہ انھیں "خاتونِ اُحُد" کہا جاتا ہے۔ اس خاتون نے نہایت بہادری سے حضورِ اکرم ﷺ کی حفاظت کی تھی۔ کافر ابنِ قمیہ نے آپ ﷺ پر تلوار کا وار کیا تو اس وقت آپ ﷺ خود پہنے ہوئے تھے۔ مگر جب ابنِ قمیہ کی تلوار خود پر پڑی تو دو کڑیاں رُخسارِ مبارک میں کھُب گئیں۔ اُمِّ عمارہؓ بے تابی سے آگے بڑھیں اور ابنِ قمیہ کو روکا۔ اس نے دوہری زرہ پہنی ہوئی تھی اس لیے اُمِّ عمارہؓ کی تلوار اس کا کچھ بگاڑ نہ سکی اور اُچٹ گئی۔ ابنِ قمیہ نے ان پر جوابی حملہ کیا جس سے حضرت اُمِّ عمارہؓ کے کندھے پر شدید زخم آیا لیکن ابنِ قمیہ وہاں سے تیزی سے بھاگ گیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے اُمِّ عمارہؓ کے زخم پر پٹی بندھوائی اور کئی بہادر صحابہؓ کا نام لے کر فرمایا کہ واللہ! آج اُمِّ عمارہؓ نے ان سب سے زیادہ بہادری دکھائی ہے۔

حضرت اُمِّ عمارہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ "یا رسول اللہ

صلی اللہ علیکَ وسلم! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! میرے لیئے دعا فرمائیں کہ مجھے جنّت میں بھی آپ ﷺ کی معیّت نصیب ہو"۔ آقا حضور ﷺ نے نہایت خشوع و خضوع سے ان کے لیئے دعا فرمائی۔ دُعا سُن کر حضرت اُمِّ عمارہؓ نے کہا۔ "اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پروا نہیں ہے"۔

حضور ﷺ نے ایک بچّی کے لیے بھی دعا فرمائی۔ یہ بچی حضرت رافع ؓ بن سنان کی بیٹی تھی اور ابھی کم عمر تھی۔ حضرت رافع ؓ نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیوی نے اسلام سے انکار کیا۔ اب مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ بچّی کس کے پاس رہے گی۔ سیرۃُ النبی ﷺ میں سَیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ یہ مقدّمہ حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں پیش ہُوا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو الگ الگ بٹھایا اور کہا کہ دونوں بچی کو اپنے پاس بُلاتے جاؤ۔ دونوں نے بلایا تو لڑکی ماں کی طرف بڑھی' آپ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر دعا فرمائی۔ خداوندا! اس کو ہدایت دے۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ لڑکی کا رُخ فوراً باپ کی طرف پھر گیا۔

اُسوۂ صحابیاتؓ میں ہے' ایک بار ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کی دعوت کی۔ دعوت کے بعد جب آپ ﷺ روانہ ہونے لگے تو اس صحابی کی بیوی نے عرض کی: یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم!) مجھ پر اور میرے شوہر پر رحمت کی دعا فرماتے جائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ خدا تم پر اور تمہارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے۔

حضرت عاصم بن عدی کی بیٹی سہلہؓ کو حضورِ اکرم ﷺ نے دعا دی کہ خدا تمہارے کام میں آسانی پیدا کرے۔ یہ حضرت عبدالرّحمٰن بن عوفؓ کی بیوی تھیں۔

حضرت سمیّہ بنتِ خباط حضرت عمّارؓ بن یاسر کی والدہ تھیں۔ اسلام قبول کرنے کے جُرم میں ان پر مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ آخر ایک دن ابوجہل نے انھیں شہید کر دیا۔ یہ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہیں۔ ان کی شہادت پر حضرت عمّارؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ غلامانِ محمد ﷺ میں ہے' وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

عرض کی: یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم!) اب تو حد ہو گئی۔ آپ ﷺ نے انھیں صبر کی تلقین کی اور دعا فرمائی۔ "اے اللہ! آلِ یاسر میں سے کسی کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا نہ کر"۔

جب غزوۂ بدر میں ابوجہل مارا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عمّارؓ سے فرمایا۔ اللہ تعالٰی نے تمہاری والدہ کے قاتل سے بدلہ لے لیا"۔

اُسُد الغابہ فی معرفتِ الصحابہؓ میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں: حضرت اُمِّ زفرؓ نے ایک بار حضورِ اکرم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ جب مجھے مرگی کا دورہ پڑے تو میرے جسم سے کپڑا نہ ہٹے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

حضرت اُمِّ خالد بن خالد بن سعید بچپن میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کی مُہرِ نُبوّت سے کھیلنے لگیں۔ ان کے والد نے انھیں ڈانٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کھیلنے دو۔ اس وقت وہ ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قمیص کو پرانی کرو اور پھاڑو۔ پھر پرانی کرو اور پھر پھاڑو۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضرت اُمِّ خالدؓ نے اتنی لمبی عمر پائی کہ ان کی درازئ عُمر کے چرچے ہونے لگے۔

ایک صحابی حضرت جلیبیبؓ واجبی شکل و صورت کے تھے۔ ان کی شادی کے لیے حضور ﷺ نے ایک خاتون کو منتخب فرمایا۔ اس خاتون کے والدین ہچکچائے۔ مگر اُس خاتون نے کہا کہ حضورِ اکرم ﷺ کی مرضی ہی دراصل میری مرضی ہے۔ میں آپ ﷺ کے اس فیصلہ پر راضی ہوں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اسے دُعا دی۔ فرمایا۔ "الٰہی اس لڑکی پر خیر کا دریا بہا دے اور اس کی زندگی تلخ نہ کر"۔ تذکارِ صحابیاتؓ میں ہے' آپ ﷺ کی اِس دُعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کی خانگی زندگی نہایت بابرکت ثابت ہوئی۔ حضرت جلیبیبؓ بہت آسودہ ہو گئے اور تمام انصار میں اس خاتون جتنا کوئی امیر

اور شاہ خرچ نہ تھا۔

ایک بار حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی والدہ کے ایمان لانے کے لیئے دعا کی درخواست کی کیونکہ وہ اسلام کے خلاف تھیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ "اے اللہ! ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے"۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ گھر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور اندر سے پانی کے گرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماں نے آواز دی کہ وہیں ٹھہرو۔ نہانے کے بعد سامنے آئیں اور کلمہ پڑھ لیا۔

جن کی شادی حضور ﷺ نے اپنی مرضی سے کی

جن خواتین کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کی شادی حضورِ اکرم ﷺ نے خود کروائی، ان میں حضرت اسعد بن زُرارہؓ کی بیٹی بھی شامل ہیں۔ ابُو اُمامہ حضرت اسعد بن زُرارہؓ کی بیٹیوں کو ان کے والد کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت اسعدؓ کی ایک بیٹی کا نام فریعہؓ تھا۔ جب وہ بڑی ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کا نکاح حضرت نبیل بن جابرؓ سے کر دیا۔

حضرت حمزہؓ بن عبد المطلبؓ کی بیٹی فاطمہؓ کو آپ نے اپنی بیٹی فرمایا تھا۔ جب وہ سنِ شعور کو پہنچیں تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت سلمہؓ بن ابو سلمہؓ سے کر دیا جو اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ کے بیٹے تھے اور آپ کے ربیب بھی۔ آقا حضور ﷺ نے ان کے نکاح کے وقت حضرت فاطمہؓ بنتِ حمزہؓ سے فرمایا "کیا تمھیں سلمہؓ پسند ہے، جس کی والدہ میری زوجہ ہے اور وہ میرا ربیب ہے"؟ اس موقع پر آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرام کی طرف متوجّہ ہوئے اور دریافت فرمایا "کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نے ان کی مکافات کر دی۔"

اصابہ فی تمییز الصّحابہؓ میں ہے، آقا حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت زبیر بن عبد المطلبؓ کی بیٹی حضرت ضباعہؓ کا نکاح حضرت مقداد بن اسودؓ سے بھی خود فرمایا

تھا۔ ان کے نکاح کے بارے میں ہے کہ حضرت مقداد بن اسودؓ نہایت سادہ طبیعت تھے۔ ایک بار حضرت عبدالرّحمٰن بن عوفؓ نے ان سے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم اپنی بیٹی سے میرا بیاہ کر دو، یہ سن کر حضرت عبدالرّحمٰن بن عوفؓ کو بہت غصہ آیا۔ حضرت مقدادؓ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عبدالرّحمٰن بن عوفؓ کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر کسی کو تمھیں اپنی بیٹی دینے پر انکار ہے تو ہونے دو۔ میں تمھیں اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہوں گا۔ اور آپ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت ضباعہؓ بنت زبیر بن عبد المطلبؓ سے کر دیا۔

جن خواتین کا نکاح حضور ﷺ نے خود کیا، ان میں آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت نوفل بن حارث بن عبد المطلب کی بیٹی اُمِّ مغیرہؓ بھی شامل ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت تمیم الداریؓ سے کیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ حضرت تمیم پہلے نصرانی تھے اور ۹ ہجری میں ایمان لائے۔ شام سے واپسی پر اپنے ہمراہ چند قندیلیں اور تیل لے کر مدینہ پہنچے۔ وہ رات جمعہ کی تھی اور شام ہو رہی تھی۔ انھوں نے اپنے غلام ابو ابراء کو حکم دیا کہ قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد نبوی ﷺ میں لٹکا دے۔ غلام نے ایسا ہی کیا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ وہاں تشریف لائے اور مسجد میں چمک دمک دیکھی تو خوشی سے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے۔ لوگوں نے حضرت تمیم کا نام بتایا۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ "اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو میں اسے تجھ سے بیاہ دیتا"۔ اس پر حضورِ اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی نوفل بن حارث نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیٹی اُمِّ مغیرہؓ کے بارے میں آپ ﷺ مختار ہیں، جو چاہیں کریں۔ اور آقا حضور ﷺ نے وہیں کھڑے کھڑے حضرت اُمِّ مغیرہؓ اور حضرت تمیمؓ کا نکاح کر دیا۔

مشہور دشمنِ اسلام عقبہ بن ابی مُعیط کی بیٹی اُمِّ کلثومؓ کا نکاح بھی حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی مرضی سے فرمایا۔ یہ خاتون حضور ﷺ سے بہت محبّت کرتی تھیں۔ ان کے والد عقبہ بن ابی معیط اور ان کے بھائیوں نے ان کو قید میں رکھا ہوا تھا مگر صلح

حُدَیبیہ کے بعد یہ اپنے گھر سے فرار ہو کر حضور ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ پہنچ گئیں۔
ان کے بھائی حضور ﷺ کے پاس آئے اور اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ دوسری
طرف حضرت اُمِّ کُلثُومؓ فریاد کر رہی تھیں کہ مجھے واپس نہ بھیجیں کہ آیت نازل ہوئی:
اے مومنو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو۔
اللہ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ ایمان پر ہیں تو ان کو
کافروں کے حوالے نہ کرو"۔ آقا حضور ﷺ انھیں واپس کرنے سے انکار کر دیا۔
جب ان کے بھائی ناکام لوٹ گئے تو آپ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ سے
کر دیا۔

مدارجُ النُّبوّت میں ہے، حضور ﷺ نے حضرت اُمِّ ایمنؓ کی پہلی شادی
حضرت عبید بن زید سے خود کروائی۔ اور حضرت عبیدؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے
فرمایا کہ جو شخص کسی جنّتی عورت سے شادی کرنا چاہے، وہ حضرت اُمِّ ایمنؓ سے شادی
کر لے۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے ان سے نکاح کر لیا۔

تذکارِ صحابیاتؓ میں ہے۔ ایک صحابیؓ معمولی شکل و صورت کے تھے۔
آپ ﷺ نے ان کی شادی کے لیے ایک جگہ پیغام دیا۔ لڑکی کے گھر والوں کو ہچکچاہٹ
ہوئی۔ لڑکی نے آپ ﷺ کی پسند پر رضامندی کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے سنا تو اس
لڑکی کو دعا دی اور اس کا نکاح کر دیا۔

حضور ﷺ نے جن کی سفارش فرمائی

حضرت حواؓ بنتِ یزید مدینہ کی رہنے والی تھیں۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے
کہ ان کی سفارش حضور ﷺ نے خود فرمائی۔ ان کے شوہر کا نام قیس بن حطیم تھا۔
حضرت حوا بنتِ یزید نے تو ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے، بیعتِ عقبۂ اولیٰ کے بعد اسلام
قبول کر لیا تھا مگر ان کے شوہر ایمان نہ لائے۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی چنانچہ وہ اپنی بیوی

حوابنت یزید پر ظلم و ستم کرنے لگے۔ یہ انھیں بہت ستاتے تھے۔ اگر وہ نماز پڑھنا
چاہتیں تو یہ روکتے۔ جب وہ سجدہ کرنے لگتیں تو یہ گرا دیتے، اکثر مار پیٹ کرتے۔ یہ
بات حضور ﷺ تک بھی پہنچی تو آپ ﷺ ان کی اس پریشانی پر بہت آزردہ ہوئے۔
اتفاق سے اسی زمانے میں قیس بن حطیم کسی ضرورت سے مکّہ آئے تو آپ ﷺ نے
انھیں اسلام کی دعوت دی۔ جواب میں قیس نے کہا کہ مجھے سوچنے کی مہلت دیں
تاکہ میں غور کر سکوں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک تم خوب غور کرو مگر اپنی
بیوی پر اسلام لانے کی وجہ سے ظلم نہ کرو اور اس سے اچھا سلوک کرو۔ قیس بن
حطیم نے حضورِ اکرم ﷺ سے وعدہ کیا کہ میں اب حواؓ کو نہیں ستاؤں گا۔ چنانچہ
مدینہ پہنچ کر انھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور حضرت حواؓ بنتِ یزید سے اچھا سلوک
کرنے لگے۔ حضور ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ ﷺ قیس کی وعدہ وفائی پر بہت
خوش ہوئے۔ بعد میں حوابنتِ یزید کے خاوند قیسؓ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

حضرت حواؓ بنتِ یزید کے علاوہ آپ ﷺ نے دو انصاری لڑکیوں کی بھی
سفارش فرمائی تھی۔ یہ دونوں عید کے دن دَف بجا رہی تھیں اور حضور ﷺ وہاں
موجود تھے۔ اتنے میں ابوبکرؓ وہاں آگئے اور ان لڑکیوں کو ڈانٹا۔ آپ ﷺ نے حضرت
ابوبکر صدیقؓ کو ڈانٹنے سے منع فرمایا اور کہا کہ ابوبکرؓ ان بچیوں کو کچھ نہ کہو۔ یہ عید
کے دن ہیں۔

جن کی گود میں سر مبارک رکھ کر لیٹ جاتے تھے

حضرت اُمُّ الفضلؓ حضورِ اکرم ﷺ کے چچا حضرت عبّاسؓ بن عبدالمطّلبؓ کی
بیوی تھیں۔ یہ حضور ﷺ سے بہت محبّت کرتی تھیں۔ جب آپ ﷺ ان کے گھر
جاتے تو یہ آپ ﷺ کا سرِ اقدس اپنی گود میں رکھ کر بالوں میں کنگھی کیا کرتیں۔ نیاز فتح
پوری صحابیات میں لکھتے ہیں کہ قبل و بعدِ نبوت کسی عورت کو یہ شرف حاصل نہ تھا

کہ رسولُ اللہ ﷺ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ کر بال صاف کرتی یا سُرمہ لگاتی' اور نہ آنحضرت ﷺ اس کو پسند فرماتے' لیکن یہ شرف خصوصیت سے اُمّ الفضل ہی کو حاصل تھا کہ یہ آنحضرت (ﷺ) کے بال صاف کرتی تھیں۔

حضرت اُمّ الفضلؓ حضور ﷺ سے محبّت کرتی تھیں۔ آپ ﷺ اپنے یومِ پیدائش پر ہر ہفتے دو شنبہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت اُمُّ الفضلؓ بھی ہر دو شنبہ کو روزہ رکھا کرتی تھیں۔ تذکارِ صحابیاتؓ میں ہے' بعض روایتوں سے معلوم ہُوا ہے کہ یہ ہر دو شنبہ اور پنجشنبہ کو بالالتزام روزہ رکھتی تھیں۔

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ نجیب خواتین میں شمار ہوتی ہیں۔ جنھوں نے چھے بیٹوں کو جنم دیا۔ اس عہد میں یہ شرف صرف انھی کو حاصل ہوا۔ چونکہ ان کے سب بیٹے نہایت قابل تھے۔ اس لیے یہ خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں۔

جن کے تحفے کو حضور ﷺ نے قبول فرمایا

جن خواتین کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضور ﷺ نے ان کے تحفے کو قبول فرمایا' ان میں آنحضور ﷺ کے چچا حضرت زبیر بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی حضرت ضباعہؓ بھی ہیں۔ یہ بعض اوقات حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کوئی تحفہ یا کھانا بھجوایا کرتی تھیں۔ حضرت ضباعہؓ کا کھانا یا تحفہ آپ ﷺ تک پہنچانے کی ذمہ داری حضرت سدرہؓ کی ہوتی جو حضرت ضباعہؓ کی کنیز تھیں۔

حضرت ہزیلہ بنتِ حارث' اُمُّ المؤمنین حضرت میمونہؓ بنتِ حارث کی حقیقی بہن تھیں۔ ابنِ عبّاس کہتے ہیں کہ میری خالہ حضرت ہزیلہؓ نے حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں گھی' پنیر اور گوہ بھیجی۔ حضور ﷺ نے گھی اور پنیر تو کھایا مگر گوہ نہ کھائی لیکن باقی سب لوگوں نے گوہ کھائی۔

صحیح مسلم میں حضرت سہلؓ بن سعید کی روایت ہے کہ ایک عورت حضور

ﷺ کی خدمت میں ایک چادر لائی اور عرض کی کہ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم)! یہ چادر میں نے آپ ﷺ کو پہنانے کے لیئے بنائی ہے۔ آپ ﷺ نے اس چادر کو قبول فرمایا اور اس چادر کا تہبند بنا کر پہنا۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے اسے مانگ لیا۔ آپ ﷺ نے اسے عنایت فرما دیا۔ اس آدمی نے اسے اپنے کفن کے لیئے رکھ لیا۔

جن کے تحُفے کو قبول فرمایا اور جواباً" تحُفہ دیا

جو صحابیاتؓ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجا کرتیں اور یہ تحائف قبول کرنے کے بعد' جواب میں آپ ﷺ بھی انھیں کوئی تحفہ عنایت فرماتے' ان خواتین میں حضرت ربیعؓ بنت معوذ بھی شامل ہیں۔ حضور ﷺ کی مدینہ طیبّہ آمد پر دف بجا بجا کر استقبال کرنے والیوں میں یہ بھی شامل تھیں۔ ایک بار یہ دو طباقوں میں انگور اور چھوہارے لے کر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے اس تحفے کو قبول فرمایا اور حضرت ربیعؓ کو کچھ سونا عطا فرمایا۔

طبرانی اور ہیثمی نے ایک صحابیہ حضرت اُمِّ سنبلہؓ کا ذکر کیا ہے کہ یہ ایک بار حضورِ اکرم ﷺ کے پاس ہدیہ لے کر آئیں جو کسی وجہ سے اُمّہاتُ المؤمنینؓ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر آپ ﷺ نے اُمّہات المؤمنینؓ سے فرمایا کہ ان کا ہدیہ قبول کر لو۔ تعمیل ہُوئی تو حضورِ اکرم ﷺ نے اس ہدیہ کے عوض حضرت اُمِّ سنبلہؓ کو ایک جنگل بطورِ جاگیر عطا فرمایا۔

ایک بار حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ مدینہ کے کسی گاؤں میں گئے اور ایک دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہاں سے ایک خاتون نکلیں۔ انھوں نے اپنے بیٹے کو بکری اور چُھری دے کر بھیجا کہ ان لوگوں سے کہو کہ بکری کو ذبح کر کے خود بھی کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔ آپ ﷺ نے بکری ذبح نہ کی بلکہ اس کا دودھ دوہا۔ حالانکہ وہ

بکری دودھ نہ دیتی تھی۔ اس خاتون کے گھر آپ ﷺ رات بھر رہے اور صبح واپس مدینۂ منوّرہ چلے گئے۔ اس خاتون کے ریوڑ میں بہت برکت ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد وہ اپنے بیٹے کے ہمراہ اپنے ریوڑ بیچنے مدینہ آئیں اور وہاں حضرت ابوبکرؓ کو پہچان لیا۔ حضرت ابوبکرؓ ان کو حضور ﷺ کے پاس لے گئے۔ اس خاتون کو پہلی بار معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں پنیر اور دیہات کی کچھ چیزیں پیش کیں۔ حضور ﷺ نے قبول فرمائیں اور ان دونوں ماں بیٹے کو کھانا کھلایا' لباس دیا اور عطیّہ سے نوازا۔

حضرت مسعودؓ بن خالد کی بیوی حضرت اُمّ خناس نے ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بکری تحفہ میں بھیجی۔ آپ ﷺ نے اس کو ذبح کرنے کے بعد کچھ گوشت حضرت مسعودؓ بن خالد کے گھر بھی بھیج دیا۔ حضرت مسعودؓ کثیر العیال تھے۔ اور دو یا تین بکریاں ذبح کرتے تو بمشکل ان کے اہلِ خاندان کا گزارا ہوتا تھا۔ لیکن جب آپ ﷺ نے انھیں کچھ گوشت بھیجا تو نہ صرف ان سب نے کھایا بلکہ بچ بھی گیا۔

جنھیں حضور ﷺ نے تحائف دیئے

جن خواتین کو حضورِ اکرم ﷺ نے تحائف دیئے' ان میں حضورِ اکرم ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ بھی شامل تھیں۔ حضور ﷺ کے بچپن کے بعد حضرت شیماؓ سے ملاقات سیرت کی کتابوں کے حوالے سے' صرف غزوۂ حنین کے موقع پر ہوئی۔ بنی ہوازن اور بنی ثقیف کے قبیلوں نے طائف کی جاگیروں کے لالچ میں چار ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مکّہ پر حملہ کا قصد کیا تو آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکّہ سے نکل کر وادیٔ حُنَین میں اترے۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد دشمنوں کو شکست فاش ہوئی۔ غزوۂ حُنَین کے قیدیوں کی تعداد چھے ہزار تھی۔ انھی قیدیوں میں حضور ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ بھی شامل تھیں۔ آپ ﷺ نے اُن کو پہچان لیا تو نہایت بہتر سلوک فرمایا اور انھیں اختیار دیا کہ وہ واپس جانا چاہیں یا حضور ﷺ کے پاس رہیں۔ حضرت شیماؓ نے اپنے قبیلے میں واپس جانے کو ترجیح دی۔

مدارجُ النبوت میں ہے' حضور ﷺ نے انھیں تحائف عطا فرمائے اور انھیں غلام و اموال دے کر نہایت عزّت و احترام سے رخصت کیا۔ ساتھ ہی تمام قبیلہ کو آزاد فرما دیا۔ یہ خوش و خُرّم اپنے علاقہ کو روانہ ہوئیں۔

حضرت ثُوَیبہؓ نے اگرچہ صرف چند روز ہی حضور ﷺ کو دودھ پلایا تھا مگر یہ جب تک زندہ رہیں' حضورِ اکرم ﷺ کو دیکھنے تشریف لایا کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کے ساتھ ہمیشہ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ' مدارج النّبوت اور معارج النّبوت میں ہے کہ رضاعت کے باعث آپ ﷺ ان کا بے حد احترام کرتے اور جب تک مکّہ میں رہے' حضرت ثُویبہؓ کے ساتھ انعام و اکرام فرمایا کرتے۔ مدینہ مُنوّرہ تشریف لانے کے بعد بھی اپنی اس رضاعی ماں کے لیے کپڑے' اشیا اور تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ آقا حضور ﷺ ان کے لیے کپڑوں کے علاوہ روپیہ پیسہ بھی بھیجا کرتے تھے۔ اُمُّ المُومنین حضرت خدیجہؓ بھی حضرت ثُویبہؓ کا بے حد ادب کیا کرتی تھیں۔

آقا حضور ﷺ نے جن خواتین کو خالی نہ بھیجا اور ہمیشہ کچھ تحفے تحائف دے کر رخصت فرمایا' ان میں آپ ﷺ کی رضاعی خالہ حضرت سلمیٰؓ بنتِ ابو ذوہب بھی شامل ہیں۔ یہ حضرت حلیمہؓ کی بہن تھیں۔ اُسْدُ الغابہ اور اُسوۂ الرّسُول ﷺ میں ہے' جب بھی یہ آپ ﷺ سے ملنے آتیں تو آپ ﷺ ان کی عزّت و تکریم فرماتے اور تحفے تحائف دے کر رخصت کرتے۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر آئیں تو آپ ﷺ نے انھیں دو سو درہم اور کپڑے اور سواری کے لیے کجاوے سمیت ایک اونٹ بھی عطا فرمایا۔

حضرت حلیمہؓ سعدیہ جب بھی حضور ﷺ سے ملنے آتیں، آپ ﷺ ان کا احترام کرتے۔ اسلم جیراجپوری لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت حلیمہؓ آئیں تو آپ ﷺ مسرت سے بے خود ہو کر ان کے استقبال کو دوڑے اور "میری ماں" کہہ کر لپٹ گئے۔ ان کے لیے اپنی چادر بچھائی، حال احوال پوچھا۔ پھر جو حاجت انھوں نے بیان کی، وہ پوری کی اور عزت و احترام سے رخصت کیا۔

حیاتِ محمد ﷺ (محمد حسین ہیکل) اور سیرۃُ المصطفیٰ (ابراہیم سیالکوٹی) میں ہے کہ جاتی دفعہ انھیں چالیس بکریاں اور اونٹ عطا فرمائے۔ علامہ سُہیلی نے "روض الانف" میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حلیمہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت خدیجہؓ نے انھیں کئی اونٹنیاں مرحمت فرمائیں جس پر حلیمہؓ دعائیں دیتی ہوئی رخصت ہوئیں۔

ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو ریشم کا ایک حُلّہ دیا اور فرمایا کہ ان کو فواطم میں تقسیم کر دو۔ اس پر حضرت علیؓ نے اس کپڑے کے چار دوپٹّے بنائے۔ ایک دوپٹہ حضرت فاطمہؓ بنتِ رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے لیے، ایک فاطمہؓ بنتِ اسد، ایک فاطمہؓ بنتِ حمزہ اور ایک چوتھی فاطمہؓ کو بھی دیا جس کا راوی نے ذکر نہیں کیا مگر اصابہ میں ہے کہ وہ فاطمہ شاید عقیل کی بیوی ہیں۔

اُسُد الغابہ (جلد دُہُم) میں ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب کوئی تحفہ بھیجنے کا ارادہ فرماتے تو حکم دیتے کہ جاؤ، فلاں چیز فلاں خاتون کو دے کر آؤ کیونکہ وہ خدیجہؓ کی سہیلی تھی یا وہ خدیجہؓ سے پیار کرتی تھی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کو حضرت خدیجہؓ سے کس قدر محبّت تھی کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی سہیلیوں کو جو حضرت خدیجہؓ سے پیار کرتی تھیں، یاد رکھتے تھے۔

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو حضرت شفاؓ بنتِ عبداللہ ان چند خواتین میں سے تھیں جنھوں نے سب سے پہلے ارشادِ نبوی ﷺ پر لبیک کہا اور مکّہ کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے مدینۂ طیّبہ چلی گئیں۔ جب حضور ﷺ مدینۂ منوّرہ پہنچے تو آپ ﷺ نے کچھ عرصہ بعد حضرت شفاءؓ کو ایک مکان عنایت فرمایا جس میں وہ اپنے بیٹے سلیمانؓ کے ساتھ مدتُ العمر قیام پذیر رہیں۔

حضرت اسعد بن زُرارہؓ نے اپنی وفات کے وقت حضور ﷺ کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ میرے بعد میری بچیوں کی کفالت آپ کریں۔ آپ ﷺ نے یہ قبول فرمایا اور ان کی بچیوں کو بے حد عزیز رکھا۔

ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کو سونے کی بالیاں، جن میں موتی پڑے ہوئے تھے، پہنائیں۔

ایک بار حضور ﷺ حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے مکان کی طرف جا رہے تھے کہ آپ ﷺ کی چچا زاد حضرت اُمِّ حکیمؓ بنتِ زبیر بن عبدالمطّلب نے اپنے بیٹے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا کہ جاؤ حضور ﷺ سے مل آؤ۔ اور آپ ﷺ سے ان کی چادر لے آؤ۔ حضرت عبداللہؓ اس وقت بچے تھے۔ یہ بھاگتے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کی چادر مبارک پکڑ لی۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف اپنا رُخ مبارک پھیرا تو عبداللہ نے کہا کہ میری ماں نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر لپیٹ کر عبداللہ کو عنایت فرمائی اور کہا اپنی ماں سے کہو کہ اس چادر کو پھاڑ کر دونوں بہنیں آپس میں بانٹ لو اور اس کو اوڑھو۔

حضور ﷺ حضرت ابوطالبؓ کی تمام اولاد ہی سے بہت محبّت فرماتے۔ حضرت ابوطالبؓ کی ایک بیٹی حضرت جمانہؓ کو ابنِ اثیر کے مطابق آپ ﷺ نے پیداوارِ خیبر سے تیس وسق غلّہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ ابو سلمہ حضورِ اکرم ﷺ کی ربیبہ تھیں۔ ابنِ اثیر نے

ان کے ذکر میں ان سے ایک حدیث کی روایت بیان کی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے امّ المومنین حضرت امِّ سلمہؓ سے نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ میں نے نجاشی کو کچھ اشیا بطور تحفہ بھیجی تھیں مگر نجاشی مرگیا ہے۔ اس لیے وہ اشیا جلد واپس آجائیں گی۔ ان اشیا میں ایک حُلّہ بھی ہے اور کچھ کستوری بھی۔ جب یہ ہدیہ واپس آئے گا تو میں تمہیں وہ حُلّہ دوں گا۔ جب ہدیہ واپس آیا تو آپ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات کو ایک ایک اوقیہ کستوری عطا فرمائی اور حُلّہ اور باقی ماندہ کستوری حضرت امِّ سلمہؓ کو عطا فرما دی۔

آقا حضور ﷺ اپنی نواسی حضرت اُمامہؓ بنتِ ابوالعاص سے بہت پیار فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ان کو تحائف بھی دیا کرتے۔ جن قیمتی چیزوں کے بارے میں لوگوں کا خیال ہوتا کہ کسی اور کو دیں گے، آپ ﷺ وہ تحائف حضرت امامہؓ کو دے دیا کرتے۔ ایک بار آپ ﷺ نے انھیں ایک یمنی ہار دیا۔ بعض روایات کے مطابق وہ ہار کے بجائے ایک سونے کی انگوٹھی تھی۔

حضور ﷺ حضرت عمرہؓ بنتِ رواحہ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ایک بار ان کے بیٹے نعمان بن بشیر کو آپ ﷺ نے انگور کے دو خوشے دے کر فرمایا کہ ایک تمہارا ہے اور دوسرا تمہاری والدہ کا۔ نعمان چلے گئے۔ یہ اس وقت چھے سات برس کے تھے۔ راستے ہی میں یہ دونوں خوشے کھا گئے اور ماں کو نہ بتایا۔ بعد میں جب حضور ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت نعمانؓ کو پیار سے "مکار" کہا۔

حضور ﷺ حضرت امِّ خالدؓ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ ایک بار ایک چادر کے بارے میں فرمایا، یہ چادر کس کو دوں؟ حاضرین خاموش رہے کہ حضورِ اکرم ﷺ جس کو چاہیں، عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، امِّ خالدؓ کو بلاؤ۔ جب امِّ خالدؓ بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے نہایت محبت اور شفقت سے وہ چادر انھیں پہنادی اور فرمایا: اسے پہنو اور پرانی کرو۔ پھر چادر کے پھولوں پر ہاتھ رکھ کر

حضرت امِّ خالدؓ کو دکھاتے ہوئے فرمایا: "ام خالد! دیکھو یہ سنہ ہے سنہ"۔ حبشہ میں سنہ کے معنی خوشنما کے ہیں۔

اُسوۂ صحابیات میں ہے۔ غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ نے ایک صحابیہؓ کو خود اپنے دستِ مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا۔ وہ اس کی اس حد تک قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر اس ہار کو گلے سے جُدا نہ کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ ہار بھی دفن کردیا جائے۔

ایک بار حضور ﷺ اپنے صحابۂ کرامؓ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں ایسے علاقے میں گزرے کہ جہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ تمام لشکرِ اسلام کو پیاس ستانے لگی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ سے فرمایا۔ "تم دونوں اِدھر اُدھر گشت کر کے پانی کا سراغ لگاؤ"۔ یہ دونوں پانی کی تلاش میں نکلے تو انھیں ایک بدویہ خاتون نظر آئیں جو اونٹ پر سوار تھیں اور ان کے پاس پانی کے بھرے ہوئے دو مشکیزے تھے۔ حضرت علیؓ کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ یہ پانی اتنی دور ہے کہ مجھے لاتے ہوئے آٹھ پہر گزر چکے ہیں۔ دونوں صحابہؓ اس خاتون کو لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اجازت دو تو تمھاری مشکوں سے تھوڑا سا پانی لے لیں۔ کہنے لگیں کہ لے لیں مگر تھوڑا سا ہی لینا۔ کیونکہ میں نے یہاں تک لاتے ہوئے بڑی مشقت اٹھائی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے دونوں مشکیزوں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکالا اور اپنے برتن میں ڈال لیا اور اپنے برتن سے تمام لشکر کو اور سواریوں کو بھی پلایا۔ وہ خاتون یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اس عورت کے لئے کچھ کھانے کا سامان لاؤ۔ صحابۂ کرامؓ نے فوراً بہت سی کھجوریں، ستو وغیرہ جمع کیا اور ایک کپڑے میں باندھ کر اس خاتون کے اونٹ پر رکھ دیا۔ وہ خاتون چلی گئی۔ بعد میں جب بھی، اس علاقے میں مسلمانوں کی کُفّار سے جنگ ہوئی تو صحابۂ کرامؓ اس خاتون کے قبیلے کو چھوڑ دیتے تھے۔

وہ اس بات سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنے قبیلے کے ہمراہ ایمان لے آئیں۔

حضور ﷺ نے جنھیں اپنے بدن کا حصہ فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے بہت زیادہ محبّت فرماتے تھے۔ صرف حضرت فاطمہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ جب بھی کہیں سفر کے لیے جاتے تو سب سے آخر میں ان سے ملاقات کرتے اور فرمایا کرتے: "فاطمہؓ میرا جگر گوشہ ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، جس نے اس سے بغض رکھا، بلاشبہ اس نے مجھ سے بُغض رکھا۔

ایک بار فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیّت دی اس نے مجھے اذیّت دی۔ جس نے اس کو دُکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا۔

حضور ﷺ نے اپنے آپ کو حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی بیٹی فاطمہؓ کا باپ فرمایا۔ حضرت فاطمہؓ بنت حمزہ کی والدہ سلمیٰ بنتِ عمیسؓ تھیں۔ جنگِ اُحد میں حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جب تمام صحابہؓ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے تو فاطمہؓ بھی اپنے والد حضرت حمزہؓ کے استقبال کے لیے آئیں۔ اور اس خیال سے کہ ان کے والد کو بھوک اور پیاس محسوس نہ ہو رہی ہو، یہ اپنے ساتھ ان کے لیے شیر خُرما بھی لائی تھیں۔ حضرت حمزہؓ انھیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ چونکہ انھیں اپنے والد کی شہادت کا علم نہیں تھا، اس لیے یہ اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑا کر باپ کو تلاش کر رہی تھیں۔ یہ جس سے باپ کے متعلق پُوچھتیں، اُسے بتانے کی ہمّت نہ ہوتی اور وہ خاموش رہتا۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے تو یہ بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس پہنچیں اور آپ ﷺ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر پوچھنے لگیں کہ میرے والد کہاں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا "میں تمھارا باپ ہوں"۔ یہ سن کر وہ سمجھ گئیں اور رونے لگیں۔ ان کو روتا دیکھ کر تمام صحابہؓ بھی رونے لگے۔ اُس وقت حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "میں نے فاطمہؓ بنتِ حمزہ کو اپنی فرزندی میں لے لیا ہے"۔

جنھیں شہادت کی خُوشخبری سنائی گئی

حضرت اُمّ ورقہؓ کو حضور ﷺ نے شہادت کی خوشخبری سنائی تھی۔ اس طرح انھیں اپنی زندگی میں ہی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شہید ہوں گی۔ حضرت اُمّ ورقہؓ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ حضور ﷺ ان پر بہت شفقت فرماتے تھے اور کبھی کبھی اپنے صحابۂ کرامؓ کے ہمراہ ان کے گھر جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے "آؤ شہیدہ کے گھر چلیں۔"

غزوۂ بدر کے موقع پر یہ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور غزوہ میں شرکت کی اجازت طلب کی۔ کہنے لگیں کہ میں مریضوں کی تیمار داری کروں گی اور زخمیوں کی خدمت کروں گی۔ شاید خدا تعالیٰ مجھے شہادت بخش دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم گھر ہی میں رہو۔ خدا تمھیں اسی میں شہادت دے گا۔ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے ارشادِ پاک کی تعمیل کی اور غزوۂ بدر پر نہ گئیں۔

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ حضرت اُمّ ورقہؓ نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی سے وعدہ کیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ ان ظالموں نے جلد آزادی کی خاطر حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں ایک رات ان کا گلا گھونٹ دیا۔ صبح حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ آج خالہ اُمّ ورقہؓ کے گھر سے قرآنِ پاک پڑھنے کی آواز نہیں آ رہی، کیا وجہ ہے۔ جب ان کے گھر جا کر دیکھا تو یہ مکان کے ایک کونے میں چادر میں لپٹی بے جان پڑی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر کہا۔ حضور ﷺ سچ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو۔ اس کے بعد انھوں نے اس غلام اور لونڈی کو گرفتار کیا اور اس جرم میں انھیں پھانسی دے دی۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ دونوں پہلے مجرم تھے جن کو مدینہ مُنوّرہ میں سُولی دی گئی تھی۔

اُمّ ورقہؓ کے علاوہ حضرت اُمّ حرامؓ کے بارے میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ

حضور ﷺ نے انھیں شہادت کی خوشخبری سنائی۔ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ جس واقعے پر حضور ﷺ نے ان کو شہادت کی خبر سنائی تھی' وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دن حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور کھانا کھانے کے بعد وہیں سو گئے۔ مُسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوے کے ارادے سے سوار ہیں۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے التجا کی کہ یا رسولَ اللہ ﷺ! میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ مَیں بھی اس میں شامل ہوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور سو گئے' دوبارہ اٹھے اور مسکراتے ہوئے فرمایا۔ تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو۔ اس خواب کی تعبیر ۲۸ ہجری میں پوری ہوئی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے عہد میں کئی بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش کی مگر انھوں نے اجازت نہ دی جب حضرت عثمانؓ کے عہد میں انھوں نے کہا تو حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر انھوں نے جزیرہ قبرص پر حملہ کرنے کے لیے ایک بیڑا تیار کیا۔ اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ بھی اپنے شوہر عبادہؓ بن صامت کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ جب قبرص فتح ہو گیا تو واپسی پر حضرت اُمِّ حرامؓ سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں۔ لوگوں نے انھیں وہیں دفن کر دیا۔ ابنِ اثیر کا کہنا ہے کہ جب سمندر عبور کر چکیں تو چوپائے پر سوار ہوئیں جس نے انھیں گرا دیا اور یہ فوت ہو گئیں۔

جنھیں جنّت کی بشارت دی گئی

حضرت سمیہؓ بنتِ خباط حضرت یاسرؓ کی بیوی تھیں۔ ابنِ سعد کہتے ہیں قدیم الاسلام تھیں (طبقاتِ ابنِ سعد۔ جلد ہشتم)۔ کفّار نے حضرت سمیہؓ کو طرح طرح سے انسانیت سوز تکلیفیں پہنچائیں کہ یہ اسلام چھوڑ دیں مگر یہ مرتے دم تک اسلام پر قائم رہیں اور تمام تکالیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہیں۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہوا

کہ ایک بار حضور ﷺ مکہ کے مقام رمضہ سے گزرے' وہاں حضرت عمارؓ ان کی والدہ سمیہؓ اور والد یاسرؓ کو مارا پیٹا جا رہا تھا۔ اُسُد الغابہ میں ہے' حضور ﷺ نے فرمایا اے آلِ یاسر! صبر کرو۔ تمھارے آرام کی جگہ جنّت ہے۔

المواہبُ اللّدنیہ میں ہے' ایک دن ابو جہل حضرت سمیہؓ کے پاس سے گزرا۔ اس وقت کفّار انھیں مار رہے تھے۔ ابو جہل کو حضرت سمیہؓ جیسی غلام کو اسلام پر ڈٹے ہوئے دیکھ کر نہایت غصہ آیا اور اس سنگ دل نے انھیں نیزہ کھینچ مارا جس سے یہ فوت ہو گئیں۔

یہ اسلام کی پہلی شہید ہیں۔ ابن سعد کی طرح بلاذری نے بھی حضرت سمیہؓ کو اسلام کی پہلی شہید قرار دیا ہے۔

طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے' غزوۂ بدر میں جب ابو جہل مارا گیا تو آقا حضور ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمھاری والدہ کے قاتل کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا۔

ابنِ اثیر حضرت خالد بن ولیدؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بار انھوں نے کسی بات سے حضرت عمارؓ کو کوئی سخت بات کہ دی وہ فوراً ان کی شکایت لے کر دربارِ رسول ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ ان کے بعد میں حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو یہ اس وقت میری شکایت کر رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر میں نے کچھ اور سخت باتیں کہ دیں۔ حضور ﷺ چُپ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر رونے لگے اور عرض کی یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خالد کی حالت نہیں دیکھتے۔ حضورؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا: جو شخص عمارؓ سے دشمنی رکھے' اللہ اس سے دشمنی رکھے۔ جو شخص عمار سے بُغض رکھتا ہو' اللہ اس کو اپنا مبغوض بنا دے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ یہ سُن کر مجھے اس وقت دنیا میں اس بات سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہ تھی کہ کسی طرح حضرت عمارؓ مجھ سے راضی ہو جائیں۔ چنانچہ

میں نے عمارؓ سے معافی مانگی تو وہ راضی ہو گئے۔

جنھیں قرآن پڑھایا اور امام مقرّر فرمایا گیا

حضرت اُمِّ ورقہؓ بنت نوفل کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ سے نہایت ذوق و شوق سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ ابنِ اثیر کے مطابق انھوں نے پورا قرآنِ پاک حفظ کر لیا تھا۔ انھیں عبادت کا بہت شوق تھا۔ چونکہ وہ قرآنِ پاک کی حافظ تھیں، اس لیے حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں عورتوں کا امام مقرر فرما دیا تھا۔ انھوں نے اپنے گھر کو سجدہ گاہ بنایا تھا جہاں وہ عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ ان کی درخواست پر حضور ﷺ نے ایک مؤذّن بھی مقرر کر دیا تھا۔ اس مؤذّن کی آواز سن کر عورتیں نماز ادا کرنے کے لیے اُمِّ ورقہؓ کے گھر آجایا کرتی تھیں۔

حضُور نے جنھیں گود میں اُٹھا کر نماز ادا فرمائی

حضرت اُمامہؓ بنتِ ابوالعاصؓ حضورِ اکرم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینبؓ کی صاحبزادی تھیں۔ حضور ﷺ ان سے بے حد محبّت فرماتے تھے۔ ان سے آپ ﷺ کی محبّت کا یہ عالم تھا کہ نماز کے دوران بھی خود سے جُدا نہ کرتے اور اپنے شانۂ مبارک پر بٹھا لیتے۔ جب رکوع میں جاتے تو شانۂ مبارک سے اتار دیتے اور جب سجدہ کر کے سر اٹھاتے تو پھر کندھوں پر بٹھا لیتے اور اسی طریقے سے پوری نماز ادا فرماتے۔

جنھیں حضور ﷺ نے اپنی کفالت میں لیا

جن خواتین کو یہ اعزاز حاصل ہو کہ انھیں حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی کفالت میں لیا، ان میں آپ ﷺ کی نواسی حضرت امامہ بنتِ ابوالعاصؓ بھی شامل ہیں۔ ان کی والدہ حضرت زینبؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ ۸ ہجری میں فوت ہو گئیں۔ اور ان کی وفات

کے بعد ان کے بیٹے علی بن ابوالعاص اور بیٹی امامہؓ حضور ﷺ کے سایۂ عاطفت میں تربیت حاصل کرتے رہے۔

اسعدؓ بن زُرارہ کی وفات کے وقت حضور ﷺ ان کے پاس تھے۔ انھوں نے کہا کہ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) میں اپنے پیچھے دو کمسن بچیاں چھوڑ رہا ہوں۔ وہ اللہ اور آپ ﷺ کے سپرد ہیں، ان کے سر پر اپنا شفقت کا ہاتھ رکھیے گا۔ حضور ﷺ نے ان کی وفات کے بعد خود ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر انھیں جنّت البقیع میں سپردِ خاک کیا۔ آپ ﷺ حضرت اسعد بن زُرارہ کی یتیم بچیوں کو بے حد عزیز جانتے اور نہایت شفقت فرماتے۔

حضرت اسعد بن زرارہؓ بیعتِ عقبۂ اولیٰ اور بیعتِ عقبۂ دُوُم میں شریک تھے۔ بیعتِ عقبۂ دُوُم میں آپ ﷺ نے انصار کے ان ستّر آدمیوں میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب بنایا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے نقیبوں سے فرمایا: تم لوگ اپنی قوم کے ذمّہ دار ہو جیسا کہ عیسیٰ ابنِ مریمؑ کے حواری ذمّہ دار تھے۔ طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے حضرت اسعدؓ بن زرارہ کو نقیبوں پر نقیب بنایا تھا۔ حضرت اسعدؓ بنی نجّار کے نقیب تھے۔ جب یہ فوت ہو گئے تو بنی نجّار آقا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے نقیب فوت ہو گئے ہیں اس لیے آپ ﷺ ہم میں سے کسی کو نقیب بنا دیں۔ اس پر آقا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمھارا نقیب میں ہوں۔ وہ بچّیاں جو حضورِ اکرم ﷺ کی بیویوں کی پہلی اولاد تھیں اور حضور پاک ﷺ کی ربیبہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی زیرِ کفالت تھیں۔ ان میں اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پہلے خاوند حضرت ابُو سلمہؓ کی بیٹیاں حضرت زینبؓ بنتِ ابُو سلمہؓ حضرت درہؓ بنتِ ابو سلمہ بھی شامل ہیں۔ ابنِ اثیر ابُو سلمہ کی ایک اولاد اُمِّ کلثومؓ کا نام بھی لکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابو سفیان کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش کی بیٹی حضرت حبیبہ بنتِ عبید اللہ بھی آپ

ﷺ کی ربیبہ تھیں۔ ان سب کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ یہ حضور ﷺ کی کفالت میں پڑھیں، بڑھیں اور آپ ﷺ نے ان کی نہایت محبّت اور شفقت سے پرورش فرمائی۔

جن کے ملنے والوں کو عزیز رکھا گیا

اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ہمیشہ ان کے ملنے والوں کو عزیز سمجھا۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضور ﷺ جب بھی قربانی کرتے تو ان کی سب سہیلیوں کو پہلے بھجواتے اور بعد میں کسی اور کو دیتے۔ اس کے علاوہ جب بھی ان کا کوئی رشتہ دار آتا تو آپ ﷺ ان کی بے حد خاطر مدارات فرماتے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت ہے۔ مریم بنتِ عمران، آسیہ زوجۂ فرعون، خدیجہؓ بنتِ خویلد اور فاطمہ بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

ایک بار حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنتِ خویلدؓ حضور ﷺ سے ملنے آئیں تو آپ ﷺ کو ان کی آواز سُن کر حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں۔ ان کو اندر بلایا اور عزّت سے بٹھایا۔ ایک بار ان کی ایک ملنے والی حسانہؓ آئیں اور حضور ﷺ نے ان کی بہت قدر کی۔ ان سے مروّت سے پیش آئے۔ حضرت خدیجہؓ بھی حضور ﷺ کے متعلقین سے محبّت کیا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے جب چار سالہ حضرت علیؓ کو اپنی کفالت میں لیا تو حضرت خدیجہؓ نے انھیں ممتا اور محبّت پیار دیا۔ جب کبھی حضرت حلیمہؓ تشریف لائیں تو یہ بے حد احترام کرتیں۔

حضور ﷺ نے جن کی تکریم فرمائی

آقا حضور ﷺ کا کسی کی عزّت و تکریم کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دینا اور اس شخصیت کو اپنی چادر پر بٹھانا بہت بڑا اعزاز ہے۔ وہ کتنی عظیم ہستیاں ہیں جن کے لیے آپ ﷺ نے اپنی مقدّس چادر بچھائی۔ ان میں حضورِ اکرم ﷺ کی رضاعی ماں

حضرت حلیمہؓ، رضاعی بہن حضرت شیماؓ اور رضاعی خالہ حضرت سلمیٰؓ کے علاوہ ایک اور خاتون بھی شامل ہیں۔

حضرت حلیمہؓ حضورِ اکرم ﷺ کی دائی ماں تھیں۔ آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ پاک کے قریباً چار برس ان کی زیرِ نگرانی بسر کیے۔ انھوں نے اور ان کے بچوں نے حضور ﷺ کی پرورش و خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ حضرت حلیمہؓ حضور ﷺ کو دیکھنے اکثر تشریف لایا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ حضرت حلیمہؓ کے ساتھ بہت اچھا سلوک فرمایا۔ وہ جب بھی آتیں، حضور ﷺ ان کا بے حد احترام کرتے اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے۔ جو کسی صحابیہ کے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ ایک بار مکّہ اور اس کے نواح میں قحط پڑ گیا۔ اس موقع پر حضرت حلیمہؓ اپنے [illegible] حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے [illegible] ہو چکی تھی۔ حضرت حلیمہؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں مال کی کمی کی گذارش کی کہ سخت قحط کی وجہ سے مویشی مر گئے ہیں تو حضور ﷺ نے انھیں چالیس بکریاں اور سامان سے لدا ہوا ایک اونٹ مرحمت فرمایا۔

حضرت شیماؓ حضور ﷺ کی رضاعی بہن تھیں۔ یہ حضرت حلیمہؓ کی بیٹی تھیں۔ انھوں نے اپنی والدہ کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کی پرورش اور خدمت میں حصہ لیا تھا۔ ان کی ملاقات بچپن کے حالات کے بعد اہلِ سیَر کے مطابق غزوۂ حُنین کے وقت ہوئی۔ یہ حنین کے چھے ہزار قیدیوں میں شامل تھیں انھوں نے مسلمان لشکریوں سے کہا کہ میں تمھارے آقا ﷺ کی بہن ہوں اس لیے میرے ساتھ ادب سے بات کرو اور اگر میری بات پر یقین نہیں تو مجھے اپنے آقا ﷺ کے پاس لے چلو۔ صحابۂ کرامؓ انھیں لے کر بارگاہِ رسالت پناہ میں پہنچے۔ حضرت شیماؓ نے آقا حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنا تعارُف کروایا۔ حضور ﷺ نے انھیں پہچان لیا اور ان کی تعظیم کے لیے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ مرحبا کہا اور ان کے لیے اپنی

چادر مبارک بچھادی اور اس مبارک چادر پر حضرت شیماؓ کو بٹھایا۔ خوشی سے آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ان کی بہت قدر و عزّت کی، دیر تک باتیں کیں۔ مہمان نوازی اور ہر طرح سے تسلّی و تشفّی بھی کی۔

حضور ﷺ نے جن خواتین کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کی آمد پر اپنی چادر مبارک بچھائی اور انھیں اوپر بٹھایا، ان میں ایک خاتون ایسی بھی ہیں جو بظاہر حضور ﷺ کی رشتہ دار نہ تھیں مگر جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنا نسب بیان کیا تو حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی چادر بچھائی۔ اس خاتون کو چادر پر بٹھایا اور فرمایا کہ بنو عبس کی یہ خاتون میری بھتیجی ہے۔ ابنِ اثیرؒ نے حضرت محیاةؓ کے والد خالد بن سنان کے متعلق لکھا کہ یہ صحابی نہیں ہیں اور نہ ہی انھوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا ہے مگر یہ نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا کرتے تھے کہ ایک نبی ہوں گے اور ان کی قوم ان کی بے قدری کرے گی۔ جب خالد بن سنان کی بیٹی حضور ﷺ کو "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ میرے باپ بھی یہی کہا کرتے تھے۔

حضورِ اکرم ﷺ کی رضاعی خالہ حضرت سلمہ بنتِ ابو ذوہیب جو حضرت حلیمہؓ کی بہن تھیں، جب بھی حضور ﷺ سے ملنے آتیں تو آقا حضور ﷺ ان کو ماں کہہ کر مخاطب کرتے اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا کر انھیں خوش آمدید کہتے۔

جنھیں مالِ غنیمت سے حصّہ دیا گیا

حضورِ اکرم ﷺ نے غزوۂ خندق میں اپنی پھوپھی حضرت صفیہؓ کو ان کی بہادری پر مالِ غنیمت میں سے حصّہ بھی دیا۔ ان کے علاوہ کسی اور عورت کو مالِ غنیمت سے حصہ نہیں دیا گیا۔

غزوۂ خندق میں حضور ﷺ نے تمام مسلمان عورتوں اور بچوں کو انصار کے

ایک قلعے فارع یا اطم میں منتقل کر دیا اور خود اپنے تمام جانثاروں کے ہمراہ جہاد میں مشغول ہو گئے۔ یہ قلعہ بنو قریظہ کے محلّہ میں تھا اور بہت مضبوط تھا، مگر اس قلعہ میں کوئی فوجی دستہ نہیں تھا۔ ایک یہودی کو شک گزار اور وہ قلعہ میں موجود لوگوں کی سُن گُن لینے لگا۔ اتفاق سے حضرت صفیہؓ نے اس کو دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گئیں کہ یہ یہودی اپنے ساتھیوں کو جا کر بتادے گا کہ قلعے میں صرف عورتیں اور بچے ہیں۔ کہیں وہ میدان خالی دیکھ کر اس قلعے پر حملہ نہ کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے قلعہ کے نگران حضرت حسّانؓ بن ثابت سے کہا کہ وہ اس یہودی کو قتل کر دیں۔ حضرت حسّانؓ نے جواب دیا کہ میں اس یہودی سے لڑنے کے قابل ہوتا تو اس وقت رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ دشمن سے لڑ نہ رہا ہوتا۔ اہلِ سِیَر کے مطابق حضرت حسّانؓ کو کوئی جسمانی یا قلبی کمزوری تھی۔ حضرت حسّانؓ کا جواب سن کر حضرت صفیہؓ کو جوش آگیا۔ انھوں نے خیمے کی ایک چوب اکھاڑی اور اس یہودی کے سر پر ماری جس سے وہ مر گیا۔

حضرتؓ اسے مارنے کے بعد پھر وہ حضرت حسّانؓ کے پاس آئیں اور کہا کہ اب اس کا سر کاٹ لاؤ۔ انھوں نے اس پر بھی عُذر کیا تو حضرت صفیہؓ نے یہودی کا سر بھی خود ہی کاٹا اور قلعے سے نیچے پھینک دیا۔ یہودیوں نے جب کٹا ہوا سر دیکھا تو انھیں یقین ہو گیا کہ اس قلعہ میں بھی مسلمانوں کی فوج موجود ہے۔ اس لیے انھیں قلعے پر حملہ کرنے کی ہمّت نہ ہوئی۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی تھی، اس لیے حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں مالِ غنیمت میں حصّہ بھی عطا فرمایا۔ ابنِ اثیر کے مطابق "صفیہؓ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے دشمنوں کے ایک آدمی کو قتل کیا"۔

جنگِ خندق میں حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطّلب کو مالِ غنیمت سے حصہ دینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے لڑائی میں ان کو شریک قرار دیا ہے کیونکہ مالِ غنیمت ان افراد میں تقسیم کیا جاتا ہے جو جنگ میں شرکت کرتے ہیں اور

انھیں جو ڈیوٹی دی جائے ' اُسے پُورا کرتے ہیں۔ حضرت صفیہؓ کے علاوہ حضرت عثمانؓ کو جنگِ بدر میں مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے انھیں جنگِ بدر میں شرکت سے اس لیے روکا تھا کہ وہ مدینہ میں رہ کر اپنی بیمار بیوی حضرت رقیہؓ بنتِ رسولؐ اللہ ﷺ کی تیمار داری کریں۔ اس ڈیوٹی کے بدلے میں ان کو شریکِ جنگ سمجھا گیا اور انھیں مالِ غنیمت سے حصہ ملا۔ یہ اعزاز بھی ایک خاتون حضرت رقیہؓ کو حاصل ہے کہ ان کی بیماری کی وجہ سے حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا مگر انھیں شریکِ جنگ کے طور پر مالِ غنیمت اور آخرت کے ثواب کا حصّہ دار ٹھہرایا۔

جنھیں بارگاہِ حضور ﷺ سے نام عطا ہُوا

نام رکھنا والدین کا کام ہے۔ اولاد کے حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ بچے کا نام والدین رکھیں۔ نام شخصیت کی عکّاسی کرتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ اچھا نام رکھنا چاہیے۔ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ قیامت کے روز تمھیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا' اس لیے اچھّے نام رکھا کرو۔ صحابیاتؓ اپنے بچوں کی پیدائش کے بعد بچوں کو حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتیں' حضور ﷺ ان میں سے کئیوں کو گھُٹی دیتے اور ان کا نام رکھتے۔ ان میں سے ننّھے صحابۂ کرام کے علاوہ دو ایسی خواتین کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے جن کا نام آقا حضور ﷺ نے تجویز فرمایا۔ ان میں ایک حضورِ اکرم ﷺ کی نواسی ہیں جو حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی بیٹی ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے وصال سے چھے برس پہلے پیدا ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کسی وجہ سے مدینۂ طیّبہ میں موجود نہ تھے۔ تین دن کے بعد تشریف لائے' بچی کو گود میں لیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ ہم شبیہِ خدیجہؓ ہے۔ پھر بچی کا نام زینبؓ تجویز فرمایا۔

دوسری بچی حضرت سلمہ بنتِ عدی ہیں' ان کے بارے میں ابن اثیر لکھتے ہیں

کہ ان کا نام بھی حضور ﷺ نے رکھا تھا۔

جنھیں نیا نام عطا فرمایا گیا

اگر غلطی سے یا لاعلمی میں کوئی غلط نام رکھ دیا جائے تو اس کو تبدیل کر دینا چاہیے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے کئی افراد کے نام تبدیل فرما دیے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ پہلے والا نام اس شخصیت کے لیے مناسب نہ تھا' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو تبدیل فرما دیا۔ مثلاً غلامانِ محمد ﷺ میں ہے' حضرت عبّاس بن عبد المطّلبؓ جو حضور ﷺ کے چچا تھے' ان کے پاس ایک غلام تھا جس کی کنیت ابُو مرہ تھی۔ چونکہ "مرہ" کڑوی چیز کو کہتے ہیں' اور حضور ﷺ بُرے ناموں کو ناپسند فرماتے تھے اور ان کو تبدیل کر دیا کرتے تھے' اس لیے حضور ﷺ نے ان کا نام "ابو مرہ" سے بدل کر "ابو حلوہ" رکھ دیا۔

صحیح مسلم میں ہے' حضور ﷺ نے جن خواتین کے نام بدلے' ان میں حضرت عمرؓ کی ایک صاحبزادی تھیں ان کا نام عاصیہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

حضرت زینبؓ بنتِ ابو سلمہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کا نام حضور ﷺ نے برہ سے بدل کر زینب رکھ دیا تھا۔ یہ حضورِ اکرم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ابو سلمہؓ کی بیٹی تھیں۔ ابو سلمہؓ آپ ﷺ کی رضاعی بھائی بھی تھے۔ یہ سن تین ہجری میں فوت ہو گئے اور حضرت زینبؓ اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ ۴ ہجری میں حضرت اُمّ سلمہؓ اُمُّ المُومنین بنیں۔ زینب اس وقت شیر خوار بچی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کا نام برہ کے بجائے زینبؓ رکھا۔ حضورِ اکرم ﷺ تمام بچوں سے شفقت کا سلوک فرماتے تھے اور یہ بچی اپنی شیر خواری کے عالم میں اپنی والدہ کے ساتھ آپ ﷺ کے زیرِ سایہ آ گئیں۔ یہ حضور ﷺ کی ربیبہ تھیں۔ آپ ﷺ ان سے خاص

محبت فرماتے تھے۔

ان کے علاوہ ایک خاتون کا ذکر آتا ہے۔ جن کا نام جثامہ تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کا نام جثامہ سے بدل کر حسانہؓ رکھ دیا۔ یہ خاتون اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ کی سہیلی تھیں۔ آقا حضور ﷺ ان سے بہت مروّت سے پیش آتے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بُڑھیا حضور ﷺ سے ملنے آئیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ اس بُڑھیا نے کہا جثامہ۔ آقا حضور ﷺ نے فرمایا جثامہ نہیں بلکہ حسانہؓ۔ پھر فرمایا کہو ہمارے آنے کے بعد تم لوگوں پر کیا بیتی؟ اس خاتون نے عرض کیا خیریت ہی رہی، یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! حضرت عائشہ نے حضرت حسانہؓ کے جانے کے بعد گزارش کی: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! یہ بُڑھیا کون تھی جس میں آپ نے اتنی دلچسپی لی اور اتنی مہربانی اور شفقت کا اظہار فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ حضرت خدیجہؓ کی دوست تھی اور ان سے ملنے کے لیے اکثر آیا کرتی تھی۔

جنھیں لقب عطا فرمایا گیا

حضرت اسماء بنتِ ابو بکرؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے انھیں لقب "ذات النطاقین" عطا فرمایا۔ حضرت ابو بکرؓ کی یہ بیٹی غارِ ثور میں حضور ﷺ اور اپنے والد کے لیے کھانا لے کر جاتی تھیں۔ جب حضورِ اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ جانے کے لیے غارِ ثور سے روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماءؓ بنتِ ابو بکر زادِ سفر لے کر آگئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا اور حضرت اسماء نے توشہ لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں ہے۔ انھوں نے فوراً اپنا پٹکا یعنی کمر بند کھولا اور دو حصوں میں چاک کر کے ایک کو کمر سے باندھ لیا اور دوسرے سے توشہ لٹکا دیا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کو "ذات النطاقین" کا

لقب عطا فرمایا۔

یہ فضیلت صرف حضرت اسماءؓ کو حاصل ہے کہ ان کو حضورِ اکرم ﷺ نے لقب دیا اور وہ اس لقب سے مشہور ہوئیں۔

جن کی سفارش پر واجبُ القتل افراد کو معاف فرما دیا گیا

حضور ﷺ کا کردار چونکہ مثالی تھا اور دشمن کو معاف کر دینا آپ ﷺ کے خُلقِ عظیم کا ایک پہلو تھا۔ پھر بھی نہایت ضروری ہونے کے باعث کچھ افراد کو واجب القتل قرار دیا گیا۔ ان واجب القتل قرار دیئے جانے والوں میں سے بھی کچھ افراد کو معاف فرما دیا گیا۔ تین خواتین کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کسی واجب القتل قرار دیئے جانے والوں کو معاف کرنے کی سفارش کی تو حضور ﷺ نے اسے قبول فرما لیا۔ ان قابلِ احترام شخصیتوں میں ایک آپ کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ ہیں جنھوں نے اپنی والدہ حضرت حلیمہؓ کے ہمراہ آپ کی بہت خدمت کی۔ اور ماں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کی پرورش میں حصہ لیا۔ دوسری خاتون حضرت اُمِّ ہانیؓ ہیں جو حضور ﷺ کے عزیز چچا حضرت ابو طالبؓ کی بیٹی تھیں۔ حضرت ابو طالب نے دادا کی وفات کے بعد آپ کی سرپرستی فرمائی اور اپنی تمام زندگی آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ تیسری خاتون نے البتہ فتحِ مکّہ کے موقع پر ہی اسلام قبول کیا تھا اور ایمان لاتے ہی اپنے شوہر کی سفارش کی جو آپ ﷺ نے قبول فرمائی۔

حضورِ اکرم ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ نے جس واجب القتل شخص کی سفارش کی تھی، وہ بنی سعد یعنی ان کے قبیلہ کا تھا، اس کا نام بجاد تھا۔ بجاد کے پاس ایک مسلمان گیا تو اس نے اسے پکڑ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھر اسے آگ سے جلا دیا۔ حضور ﷺ نے اپنے سواروں کو حکم دیا کہ اسے تلاش کریں اور جب اس پر قابو پالیں تو اس کو بھاگنے نہ دیں۔ اسے پکڑیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکے۔

اسلامی فوج نے حسبِ ارشاد عمل کیا اور بجاد کو قید کر لیا گیا۔ جب حضرت شیماؓ حضور ﷺ سے مل کر اپنے علاقے میں پہنچیں تو ہوازن کی عورتوں نے حضرت شیماؓ سے بجاد کے متعلق کہا۔ یہ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئیں اور گزارش کی کہ بجاد کو انھیں بخشش دیں اور اس کا قصُور معاف فرما دیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی بہن کی بات مان لی اور حضرت شیماؓ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کی خواہش کو آقا حضور ﷺ نے پورا فرماتے ہوئے ایک واجب القتل شخص کو معاف فرما دیا۔

حضورِ اکرم ﷺ اپنے محبوب چچا حضرت ابو طالبؓ کی بیٹی حضرت اُمِّ ہانیؓ کا بہت لحاظ اور خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک بار فتح مکّہ کے موقع پر حارث بن ہشام مخزومی اور زہیر بن ابو امیّہ مخزومی نے حضرت اُمِّ ہانیؓ کے گھر پناہ حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات واجب القتل قرار پا چکے تھے۔ جب حضرت علیؓ کو اس بات کی خبر ہوئی کہ یہ دونوں حضرت اُمِّ ہانی کے گھر پناہ گزیں ہیں تو فوراً وہاں پہنچے اور ان دونوں کو قتل کرنا چاہا۔ حضرت ام ہانیؓ نے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے کہا کہ انھوں نے میرے ہاں پناہ لی ہے، اس لیے میں ان کو ہرگز قتل نہیں ہونے دوں گی۔ پھر ان دونوں کو لے کر آقا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی۔ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) میں نے ان دونوں کو پناہ دی ہے مگر حضرت علیؓ انھیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کو تم نے پناہ یا امان دی، اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔ اس واقعے کے بعد حارث بن ہشام اور زہیر بن ابو امیّہ نے اسلام قبول کر لیا۔

تیسری خاتون اُمِّ حکیمؓ بنتِ حارث ہیں۔ یہ ابو جہل کی حقیقی بھتیجی تھیں۔ خالد بن ولید ان کے ماموں تھے۔ ان کا شوہر عکرمہ بن ابو جہل اپنے باپ کے ساتھ مل کر اسلام کے سخت مخالف تھا۔ ابو جہل کے مرنے کے بعد عکرمہ بن ابو جہل نے اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا اور فتح مکّہ تک ہر میدان میں کُفّار کی طرف سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا۔ فتح مکّہ کے دن حضرت اُمِّ حکیمؓ اپنے والد حارثؓ

بن ہشام اور والدہ فاطمہؓ بنتِ ولید کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد انھوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ان کے شوہر کو امان دی جائے۔ آپ ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرما لیا اور وہ اپنے شوہر کو واپس لانے کے لیے ساحلِ بحر کی طرف روانہ ہوئیں کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ عکرمہ یہاں سے فرار ہونا چاہتا ہے۔ یہ ساحل تک پہنچیں اور عکرمہ کو بتایا کہ میں نے تمھارے لیے امان حاصل کر لی ہے۔ اب تم میرے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں چلو۔ عکرمہ مان گئے اور حضرت اُمِّ حکیمؓ انھیں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچیں۔ آپ ﷺ عکرمہؓ کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا۔ خوش آمدید اے پردیسی سوار۔ عکرمہ نے اُمِّ حکیمؓ کی طرف اشارہ کر کے عرض کی کہ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے میری جان بخش کر دی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ہاں اس نے سچ کہا ہے "تم محفوظ و مامون ہو"۔ عکرمہؓ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

جن کے سالِ وفات کو غم کا سال قرار دیا

حضور ﷺ کو اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ سے بہت محبّت تھی۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کی کتاب مختصر سیرۃُ الرسول ﷺ میں ہے، اسی سال حضرت ابو طالبؓ بن عبدالمطلبؓ بھی فوت ہوئے تھے۔ اس سال کو حضور ﷺ "عام الحُزن" یعنی "غم کا سال" فرمایا کرتے۔ اسی سال حضرت ابو طالب بن عبدالمطلبؓ بھی فوت ہوئے تھے۔ الرحیق المختوم میں ہے حضرت خدیجہؓ ۱۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کا حضور ﷺ کو بے حد صدمہ ہوا تھا اور آپ ﷺ اکثر اداس رہا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کے سامنے حضرت

خدیجہؓ کے بارے میں کہا کہ وہ بڑھیا اور بیوہ عورت تھیں، خدا نے ان کے بعد آپ ﷺ کو بہتر بیوی دی۔ اس بات سے حضور ﷺ کو اس قدر دکھ ہوا کہ غصّے سے چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے خدیجہؓ سے اچھی بیوی نہیں ملی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب سب لوگ کافر تھے۔ اس نے میری تصدیق کی جب سب نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے اپنا زر و مال مجھ پر قربان کردیا جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ نے اس کے بطن سے مجھے اولاد دی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ڈر گئی اور اس دن عہد کرلیا کہ آئندہ حضور ﷺ کے سامنے کبھی حضرت خدیجہؓ کے بارے میں ایسا نہ کہوں گی۔

حضرت ابراہیمؓ کے علاوہ حضور ﷺ کے تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ انھیں ایک بار جبریلؑ نے سلام بھیجا اور جنّت میں ایسا گھر ملنے کی بشارت دی جو موتیوں کا ہوگا۔ آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہ کی۔ ان کی وفات کے بعد بھی انھیں یاد فرماتے رہے اور جب بھی قربانی کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو سب سے پہلے حصّہ بھجواتے۔

جن کو آپ ﷺ نے اپنی بھتیجی فرمایا

ایک خاتون حضرت میاہؓ بنت خالد کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضور ﷺ نے انھیں اپنی بھتیجی فرمایا۔ ایک بار یہ آپ ﷺ سے ملنے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک بچھائی اور انھیں نہایت عزت و احترام سے بٹھایا۔ اور فرمایا، یہ میری بھتیجی ہے۔ ان کے والد حضور ﷺ سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے لیکن اپنے وقت میں وہ لوگوں کو نبی آخرالزمان ﷺ کی باتیں بتایا کرتے تھے کہ ایک نبی ہوں گے، جن کی قوم ان کی بے قدری کرے گی۔

جنگ کے دوران جن کی حوصلہ افزائی فرمائی

حضرت اُمّ عمارہؓ واحد خاتون ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ جنگِ اُحد میں حضورِ اکرم ﷺ کی حفاظت میں شریک تھیں۔ یہ نہ صرف آپ ﷺ کی حفاظت کرتی تھیں بلکہ ساتھ ساتھ جنگ میں لڑتی بھی رہیں۔ اس خاتون نے اس دن اس قدر کارکردگی دکھائی کہ ان کے بارے میں حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "اُحد کے دن میں دائیں بائیں جدھر نظر ڈالتا تھا، وہاں اُمّ عمارہ ہی اُمّ عمارہ نظر آتی تھیں"۔ اس ارشادِ پاک سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی کارکردگی اُس دن کیسی ہوگی۔

حضور ﷺ اس دوران ان کو یہ اعزاز بھی بخشتے رہے کہ یہ لڑتی رہیں اور آپ ﷺ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ مثلاً ایک مشرک نے ان پر حملہ کیا تو انھوں نے اس کا حملہ ڈھال پر روکا اور جوابی حملہ کیا۔ جس سے وہ مشرک نیچے گر پڑا۔ اس وقت حضور ﷺ نے حضرت اُمّ عمارہؓ کے بیٹے کو آواز دے کر فرمایا۔ "عبداللہ اپنی ماں کی مدد کر۔" ایک دوسرے مشرک نے حضرت عبداللہؓ کا بایاں بازو زخمی کردیا۔ حضرت اُمّ عمارہؓ نے نہایت تیزی سے ان کے زخم پر پٹّی باندھی اور کہا کہ بیٹے جاؤ اور جب تک دم میں دم ہے، لڑو۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اے اُمّ عمارہؓ سنبھلنا"۔ یہ وہی بدبخت ہے جس نے عبداللہ کو زخمی کیا تھا۔" حضرت اُمِ عمارہ نے یہ سن کر اس مشرک پر ایسا حملہ کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ یہ دیکھ کر حضور اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا "ام عمارہؓ تو نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا۔"

اس خاتون کو اس جنگ میں بارہ زخم لگے، جن میں سے ایک زخم جو کندھے پر لگا تھا، وہ شدید تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے زخم پر اپنی نگرانی میں پٹّی بندھوائی اور کئی بہادروں کے نام لے کر فرمایا کہ "آج اُمّ عمارہؓ نے ان سب سے بڑھ کر بہادری

دکھائی"۔ اُمِ عمارہ کا نام نُسیبہ تھا۔ المشاہد میں بھی ان کی بہادری کا ذکر تفصیلاً کیا گیا ہے۔

جن سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو بخش دیں

حضرت اُمِ علقمہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وہ اپنے بیٹے کی غلطی پر اسے معاف کر دیں کیونکہ ان کے بیٹے حضرت علقمہؓ نزع کے عالم میں تھے مگر ان کی زبان پر کلمۂ شہادت جاری نہ ہوتا تھا اور جان نہ نکلتی تھی۔ حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کی والدہ کو پیغام بھجوایا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ تم آسکتی ہو یا میں خود تمھارے پاس آؤں۔ یہ پیغام مبارک سن کر وہ فوراً بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے حضرت علقمہؓ کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگیں کہ وہ خود تو اچھا ہے مگر اس نے اپنی بیوی کے مقابلے میں ہمیشہ میری نافرمانی کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کی خطا معاف کر دو۔ یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت علقمہؓ کی والدہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرا دل اس کی طرف سے اس قدر دُکھی ہے کہ میرا دل اسے معاف کرنے کو نہیں چاہتا۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا۔ لکڑیاں جمع کرو اور آگ لگا کر اس میں علقمہؓ کو ڈال دو۔ حضرت اُمِ علقمہؓ گھبرا کر بولیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میرے بچے کو آگ میں جلا دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے عذاب سے یہ عذاب ہلکا ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم اس سے ناراض ہو گی تو اس کی نماز قبول ہو گی' نہ کوئی صدقہ۔

حضرت اُمِ علقمہؓ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں آپ کو اور حاضرین کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کر دیا۔ ماں کی معافی پر حضرت علقمہؓ کلمہ پڑھتے ہوئے انتقال کر گئے۔ حضور ﷺ نے جنازہ تیار کیا' خود جنازے کے ہمراہ تشریف لے گئے' انھیں دفن کیا اور فرمایا۔ جس شخص نے اپنی ماں کی نافرمانی کی یا اس کو تکلیف پہنچائی تو اس پر اللہ کی لعنت' فرشتوں کی لعنت اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض قبول کرتا ہے' نہ نفل۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور اپنی ماں سے نیکی کرے اور جس طرح ممکن ہو' اس کو راضی کرے۔ اللہ کی رضا ماں کی رضا پر موقوف ہے اور اللہ کی ناراضی ماں کی ناراضی میں مضمر ہے۔

جنھیں شوہر کے پاس رہنے یا الگ ہونے کا اختیار دیا گیا

بریرہؓ حضرت عائشہؓ کی کنیز تھیں' ان کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضور ﷺ نے ان کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنے شوہر کے پاس رہنے یا اسے چھوڑنے کا فیصلہ اپنی مرضی سے کریں کیونکہ یہ خاتون پہلے کسی اور کی کنیز تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ آزادی سے پہلے ان کا نکاح ایک غلام معتب سے ہوا تھا۔ یہ اسے پسند نہیں کرتی تھیں مگر معتبؓ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ بریرہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ معتب سے میرا نکاح میری رضامندی کے بغیر ہوا تھا' اب میں اس سے الگ ہونا چاہتی ہوں۔ ان کو آپ ﷺ نے اختیار دیا مگر معتبؓ کی محبت دیکھ کر اور ان کی گزارش پر حضور ﷺ نے حضرت بریرہؓ سے اس خیال کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنے خاوند سے علیحدہ نہ ہو مگر فیصلہ کا اُنھیں اختیار ہے۔ غلامانِ محمد ﷺ میں ہے' بریرہؓ نے خاوند سے طلاق لے لی۔

مقدّمے کا فیصلہ جن کے حق میں فرمایا گیا

اُسوۂ صحابیاتؓ میں لکھا ہے کہ ایک بار ایک صحابیؓ نے اپنی بیوی کو طلاق

دے دی اور اپنی بیوی سے بچے کو لینا چاہا۔ وہ فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فریاد کی کہ یارسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میرا اس بچے پر زیادہ حق ہے کیونکہ میرا پیٹ اس کا ظرف' میری چھاتی اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کا گہوارہ تھا۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے تو مجھ سے میرے بچے کو چھین لینا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی فریاد سن کر ان کے حق میں فیصلہ فرماتے ہوئے کہا کہ جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو' تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو۔

جن کے بچّوں کی بیماری کو دُور فرمایا

صحابیاتؓ حضورِ اکرم ﷺ سے بے حد محبّت کرتی تھیں۔ انھیں کوئی مشکل اور پریشانی ہو یا کوئی خوشی و مسّرت کا موقع ہو' یہ خدمت میں حاضر ہوتیں اور بیان کرتیں۔ اسی طرح اپنے بچوں کے ساتھ بھی کوئی حادثہ یا بیماری ہوتی تو آپ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوتیں۔

سیرۃُ النبی ﷺ میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ محمدؓ بن حاطب ایک صحابی تھے۔ اپنے بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے اور کچھ جل گئے۔ ان کی والدہ ان کو لے کر حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئیں۔ آپ ﷺ نے اپنا لُعابِ دہن ان پر ملا اور دعا پڑھ کر دم کیا۔ ابھی وہ بچے کو لے کر اٹھنے بھی نہیں پائی تھیں کہ بچے کا زخم ٹھیک ہوگیا۔

حجتہ الوداع کے موقع پر حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اپنا بچہ لے کر آئی اور عرض کی کہ یہ بولتا نہیں۔ حضور ﷺ نے پانی منگوایا' برتن میں ہاتھ دھوئے اور کُلّی کی۔ پھر فرمایا: یہ پانی اسے پلا دو اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دو۔ دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے بتایا کہ اس کا بیٹا بالکل اچھا ہوگیا تھا۔

ایک بار حضور ﷺ ایک سفر پر جا رہے تھے کہ ایک عورت راستے میں بچہ لیے ہوئے سامنے آئی اور عرض کیا: یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم)! اس کو دن میں کئی دفعہ کسی بلا کا دورہ پڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے بچہ کو اٹھا کر کجاوہ کے سامنے رکھا اور تین بار فرمایا کہ اے خدا کے دشمن نکل۔ میں خدا کا رسول ﷺ ہوں"۔ پھر بچے کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ جب حضور ﷺ سفر سے واپس آئے تو وہ دو دُنبے لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی یارسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) میرا ہدیہ قبول فرمائیں۔ خدا کی قسم پھر بچے کے پاس وہ بلا نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے ایک دُنبہ واپس کر دیا' دوسرا قبول فرمالیا۔

جنھیں حضور ﷺ نے کوئی ذمّہ داری سونپی

حضورِ اکرم ﷺ نے جن خواتین کو کوئی ذمّہ داری سونپی' ان میں حضرت عائشہؓ صدیقہ بھی شامل ہیں۔ اُسوۂ صحابیاتؓ میں ہے' آپ ﷺ ان سے بار بار اپنی مسواک دُھلوایا کرتے تھے۔

حضرت اُمّ سیفؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی آیا بننے کی ذمہ داری سونپی۔ حضرت ابراہیمؓ اُمّ المؤمنین حضرت ماریہؓ سے پیدا ہوئے تو انصار کی تمام خواتین کی خواہش تھی کہ انھیں دودھ پلانے کی خدمت سونپی جائے مگر آپ ﷺ نے حضرت اُمّ سیفؓ کو منتخب فرمایا۔ حضرت اُمّ سیفؓ کا گھر مدینہ سے تین یا چار میل دور تھا اور ان کے خاوند لوہار تھے۔ آپ ﷺ اکثر ان کے گھر بیٹے کو دیکھنے جایا کرتے اور حضرت ابراہیمؓ کو گود میں لیتے' منہ چومتے' پھر واپس مدینہ تشریف لے جاتے۔ حضرت ابراہیمؓ نے حضرت اُمّ سیفؓ کے گھر ہی میں وفات پائی۔ یہ چھوٹی سی عمر ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کے آخری

وقت میں آپ ﷺ اُمِّ سیف ؓ کے گھر موجود تھے، آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم ؓ کو گود میں لیا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "یہ رحمت و شفقت ہے"۔

بعض اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے قرآنِ مجید کے تمام کتابت شدہ اجزا یکجا کر کے اُمُّ المومنین حضرت حفصہ ؓ کے پاس رکھوا دیئے تھے۔ یہ اجزا حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی تا زندگی حضرت حفصہ ؓ کے پاس رہے۔

ایک بار حضور ﷺ کے چچا حضرت عبّاس ؓ کی بیوی حضرت اُمُّ الفضل ؓ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم کا ایک عضو میرے گھر میں ہے۔ آقا حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اِن شاء اللہ فاطمہ ؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اور تم اسے دودھ پلاؤ گے اور اس کی پرورش کرو گی"۔ پھر حضرت امام حسین ؓ پیدا ہوئے تو حضرت اُمُّ الفضل ؓ نے انھیں دودھ پلایا اور پالا۔

جنھیں جنگ میں جانے کی اجازت عطا فرمائی

حضور ﷺ جب غزوۂ خیبر کے لیے روانہ ہونے لگے تو حضرت اُمِّ سلیم ؓ بھی دوسری صحابیات ؓ کے ہمراہ لشکر کے ساتھ چل دیں۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو ناراض لہجے سے فرمایا۔ "تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے جا رہی ہو؟" انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ ہم اُون کاتتے ہیں اور اس سے خدا کی راہ میں اعانت کرتے ہیں۔ ہمارے پاس زخمیوں کے علاج کے لیے سامان ہے۔ ہم لوگوں کو تیر اٹھا کر دیتے ہیں اور ستّو گھول گھول کر پلاتے ہیں۔ حضرت اُمِّ سلیم ؓ نے اپنا جواب اس انداز سے پیش کیا کہ حضور ﷺ نے یہ

سُن کر انھیں اجازت دے دی۔

حضور ﷺ جنھیں حج پر اپنے ساتھ لے گئے

حضورِ اکرم ﷺ حضرت اُمِّ سلیم ؓ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ یہ حضرت انس بن مالک ؓ کی والدہ تھیں اور آپ ﷺ کی خالہ مشہور تھیں۔ ان کو حضورِ اکرم ﷺ حج کے موقع پر اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ آپ ﷺ حج کے لیے جانے لگے تو حضرت اُمِّ سلیم ؓ سے فرمایا کہ کیا تم ہمارے ساتھ حج کرنے نہیں جاؤ گی؟ حضرت اُمِّ سلیم ؓ کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے شوہر کے پاس دو سواریاں تھیں۔ وہ ان دونوں سواریوں پر اپنے بیٹے کے ہمراہ حج کے لیے چلے گئے اور مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے انھیں ازواجِ مطہّرات کے ہمراہ سوار کرا لیا۔

جن کی سفارش کو قبولیت کا اعزاز بخشا گیا

آقا حضور ﷺ نے جن خواتین کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کی سفارش کو قبول کیا، ان میں اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ ؓ بھی شامل ہیں۔ فتحِ مکّہ سے کچھ روز پہلے ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابوامیہ ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ آ رہے تھے کہ راستے میں حضور ﷺ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ انھوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی درخواست کی جو آپ نے قبول نہ کی۔ حضرت عبداللہ بن ابو امیّہ حضرت اُمِّ سلمہ بنتِ ابوامیّہ ؓ کے سوتیلے بھائی تھے۔ اس لیے حضرت اُمِّ سلمہ ؓ نے آقا حضور ﷺ سے ان کی سفارش کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ابوسفیان حضور ﷺ کے چچا زاد اور پھوپھی زاد ہیں اور عبداللہ بن ابوامیّہ آپ ﷺ کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ جواب میں پہلے تو حضورِ اکرم ﷺ نے ان دونوں کے جرائم کا ذکر کیا، مگر پھر آپ ﷺ کی رحمۃٌ للعالمینی جوش میں آگئی، آپ ﷺ نے ان

دونوں کو بُلا لیا اور معاف فرما دیا۔ ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔

عبداللہ بن ابو امیہؓ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور حضور ﷺ کی بھی بہت مخالفت کیا کرتے تھے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت شیماؓ کی فرمائش پر غزوۂ حُنین میں ان کے تمام قبیلے کو آزاد کر دیا۔ غزوۂ حنین میں قیدیوں کی تعداد چھے ہزار تھی۔ معارجُ النبوت میں ہے کہ حضور ﷺ نے تمام مال ان کو واپس کر دیا جس کی قیمت پچاس کروڑ درہم تھی۔

حضرت سفانہؓ بنتِ حاتم طائی کی فرمائش پر آپ ﷺ نے اسے اور اس کے تمام قبیلے کو چھوڑ دیا اور تحائف دے کر رخصت فرمایا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ۹ ہجری میں حضرت علیؓ کی قیادت میں ایک مہم قبیلہ بنو طے کی طرف بھیجی۔ بنو طے کا سردار حاتم طائی کا بیٹا عدی تھا۔ وہ فرار ہو گیا مگر اپنے قبیلے کے ہمراہ سفانہؓ بنتِ حاتم طائی قید ہو گئیں۔ مدینہ پہنچ کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت سفانہؓ نے آگے بڑھ کر عرض کی کہ اے صاحبِ قریش! میں بے یار و مددگار ہوں۔ مجھ پر رحم کریں۔ میرے باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہے اور بھائی مجھے تنہا چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ میرے والد بنو طے کے سردار تھے۔ وہ یتیموں کی سرپرستی کرتے تھے' حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتے تھے' مظلوموں کی مدد کرتے اور ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچاتے تھے۔ میں اُس حاتم طائی کی بیٹی ہوں جس نے کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دیا تھا۔ اگر آپ ﷺ مناسب سمجھیں تو مجھے آزاد کر دیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اے خاتون! جو اوصاف تو نے اپنے والد کے بیان کیے ہیں' یہ تو مسلمانوں کے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم ان سے اچھا سلوک

کرتے"۔ اور صحابۂ کرامؓ کو حکم دیا کہ اس خاتون کو آزاد کر دیں۔ مگر وہ آزادی کے بعد بھی وہیں کھڑی رہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے وہیں ٹھہرنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگیں کہ اے محمد (ﷺ) میں جس باپ کی بیٹی ہوں' اس کو کبھی یہ گوارا نہ تھا کہ قوم مصیبت میں ہو اور وہ سکھ کی نیند سوئے۔ جہاں آپ ﷺ نے مجھ پر کرم فرمایا ہے' وہاں میرے ساتھیوں پر بھی رحم فرمائیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کی فرمائش کو اسی وقت پُورا کر دیا اور حکم دیا کہ سب اسیرانِ طے کو آزاد کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے حضرت سفانہؓ کو سواری' لباس اور زادِ راہ دے کر روانہ فرمایا۔ یہ بعد میں بھائی کے ساتھ آ کر مسلمان ہو گئیں۔

جنھیں رازدار بنایا گیا

آقا حضور ﷺ نے اپنی حیاتِ پاک کے آخری روز اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ سے کچھ باتیں رازداری میں فرمائیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو سورج طلوع ہونے کے بعد حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنے قریب بلایا۔ اپنے پاس بٹھایا اور سرگوشی کے انداز میں گفتگو فرمائی' جس کو سُن کر وہ رو پڑیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے کوئی راز کی بات کہی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میں نے آج تک خوشی اور غم کو اس قدر قریب نہیں دیکھا۔ پھر دریافت کیا کہ حبیبِ خدا ﷺ نے تمھیں کیا بھید بتایا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا۔ "میں حضور ﷺ کی موجودگی میں آپ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی"۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا تو حضرت فاطمہؓ نے بتایا کہ حضور ﷺ نے پہلے اپنے وصال کی خبر سنائی تو میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ "کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مومنین کی عورتوں پر جنّت میں تمھیں

سیادت اور سرداری عطا کی جائے گی اور میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو"۔ اس وقت میں ہنس پڑی۔

جنھیں حضور ﷺ نے مُعلّم بنایا

حضرت شفا ؓ بنتِ عبداللہ قریش کی ان چند خواتین میں سے تھیں، جنھیں لکھنا پڑھنا آتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کے پاس کئی امراض کے مریض آیا کرتے تھے جن کا وہ جھاڑ پھونک سے علاج کیا کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے جب حضرت حفصہ ؓ سے نکاح کیا تو بعد میں حضرت شفا ؓ سے فرمایا تم حفصہ ؓ کو بھی لکھنا سکھا دو۔ انھوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت حفصہ ؓ کو لکھنا سکھا دیا۔ ایک بار یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتی تھی اور چیونٹی کاٹنے پر یہ منتر پڑھا کرتی تھی۔ کیا مجھے اب بھی ایسا کرنے کی اجازت ہے؟

حضور ﷺ نے انھیں اس کی اجازت دے دی۔ چونکہ اس منتر میں شرک کی آمیزش نہ تھی، اس لیے یہ بھی فرمایا کہ یہ منتر حفصہ ؓ کو بھی سکھا دو۔ انھوں نے حضرت حفصہ ؓ کو بھی چیونٹی کاٹنے کا منتر سکھا دیا۔

جنھیں حضور ﷺ نے راضی کیا

حضورِ اکرم ﷺ حضرت اُمِّ ایمن ؓ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کے پاس انصار کے دیئے ہوئے بہت سے نخلستان تھے۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر غلبہ حاصل ہوا تو حضورِ اکرم ﷺ نے انصار کو ان کے نخلستان واپس کرنا شروع کر دیئے۔ ان میں کچھ نخلستان حضرت انس ؓ بن مالک کے بھی تھے۔ جو حضور ﷺ نے حضرت اُمِّ ایمن ؓ کو عطا کر دیئے تھے۔ جب یہ نخلستان آپ ﷺ نے حضرت انس ؓ کو واپس لوٹائے اور وہ ان کا قبضہ لینے گئے تو حضرت اُمِّ ایمن ؓ نے ان کو واپس دینے سے انکار کر دیا۔

صحابیات ؓ میں لکھا ہے، جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ان باغات سے دس گنا زیادہ حضرت اُمِّ ایمن ؓ کو عطا کیا، تب وہ ان نخلستان کو واپس دینے پر راضی ہوئیں۔

جن کے کام سے آپ ﷺ خوش ہوئے

ایک بار کسی شخص نے مسجدِ نبوی ﷺ میں تھوک دیا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے دیکھا تو غصّے سے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک صحابیہ ؓ اٹھیں اور فوراً اس گندگی کو صاف کیا اور اس جگہ خوشبو لگا دی۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ خوش ہو گئے۔

جن کے سچّے ہونے کا اعلان کروایا گیا

حضرت کبشہ ؓ بنتِ رافع کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی بات کو سچ فرمایا۔ حضرت کبشہ ؓ حضرت سعد ؓ بن معاذ کی والدہ تھیں۔ ان کے بیٹے سعد ؓ غزوۂ خندق میں شہید ہو گئے تو حضرت کبشہ ؓ کو بہت صدمہ ہوا اور انھوں نے اپنے بیٹے کی یاد میں رو رو کر ماتمی اشعار کہے جن میں بے انتہا تعریف تھی۔ آپ ﷺ نے انھیں رونے سے منع نہ کیا اور فرمایا۔ "جتنی رونے والی عورتیں ہیں، جھوٹ بولتی ہیں لیکن اُمِّ سعد ؓ سچ کہتی ہیں"۔

اُسد الغابہ میں حضرت کبشہ ؓ کے اشعار دیئے ہیں، ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے: سعد کی ماں سعد کو رو رہی ہے جو صاحبِ نسب و بزرگی ہے۔ سعد کی ماں سعد کو رو رہی ہے جو صاحبِ شرف ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ سعد ؓ بن معاذ کی موت کی وجہ سے خدا کا عرش ہل گیا ہے۔ حضرت سعد ؓ کے جنازے سے واپسی پر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ حضرت سعد ؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو وہ بہت ہلکا تھا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ

ﷺ نے فرمایا۔ "فرشتے اس کو اُٹھائے ہوئے تھے"۔

جن کو رونے سے منع نہ فرمایا

حضورِ اکرم ﷺ جب غزوۂ بدر سے واپس تشریف لائے اور اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کی وفات کا علم ہوا تو بیٹی کی وفات پر بہت مغموم ہوئے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "عثمان بن مظعون پہلے جا چکے' اب تم بھی ان سے جا ملو"۔ یہ سُن کر تمام عورتیں رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو روتا دیکھ کر ڈانٹا۔ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ نے منع کیا اور فرمایا۔ "ان کو رونا چھوڑ دو کیونکہ رونے کا تعلق قلب اور آنکھ سے ہو تو وہ اللہ کی رحمت پر مبنی ہوتا ہے اور اگر ہاتھ اور زبان تک نوبت آئے تو شیطانی تحریک سمجھنا چاہیے"۔

ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ غزوۂ اُحُد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت پر حضورِ اکرم ﷺ کو بے حد غم تھا۔ جب آپ ﷺ غزوہ سے واپس مدینۂ منوّرہ تشریف لائے۔ بنی عبدالاشہل کی عورتوں کو اپنے عزیزوں پر روتے سنا تو فرمایا۔ "افسوس! حمزہؓ کے لیے رونے والیاں بھی نہیں"۔ سیَرُ الصحابہؓ میں ہے' انصار جو حضور ﷺ سے بے حد محبّت کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی عورتوں کو حضورِ اکرم ﷺ کے درِ اقدس پر بھیج دیا۔ ان عورتوں نے نہایت رقّت آمیز طریقے سے حضرت حمزہؓ کے لیے گریہ و زاری شروع کی۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کی آنکھ لگ گئی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو وہ عورتیں اس وقت بھی رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "خوب۔ یہ سب اب تک یہیں بیٹھی رو رہی ہیں۔ انھیں حکم دو کہ واپس جائیں اور آج کے بعد پھر کسی مرنے والے پر نہ روئیں"۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت سے مدینہ کی عورتوں کا یہ عام دستور ہو گیا کہ جب بھی وہ کسی پر روتیں تو پہلے حضرت حمزہؓ پر دو آنسو بہا لیتیں۔

جنھیں جنّتی عورت فرمایا

حضرت اُمِّ رومانؓ حضرت عائشہؓ کی والدہ ہیں۔ ان کے بارے میں حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کو بہشت کی حُورِ عین دیکھنے کی خواہش ہو' وہ اُمّ رومانؓ کو دیکھ لے۔

حضرت اُمِّ رومانؓ مہمان نواز خاتون تھیں۔ ایک بار حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر میں تین مہمانوں کو چھوڑ کر خود کسی کام سے حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہاں انھیں تھوڑی دیر ہو گئی۔ ان کی غیر موجودگی میں حضرت اُمِّ رومانؓ نے مہمانوں کو کھانا بھجوا دیا مگر مہمانوں نے اپنے میزبان کا انتظار کرنا مناسب سمجھا اور ان کی غیر موجودگی میں کھانا نہ کھایا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر پہنچے تو حضرت اُمّ رومانؓ نے انھیں تمام واقعہ سنایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔

حضور ﷺ نے حضرت اُمّ ایمنؓ کو جنت کی عورت فرمایا۔ یہ آپ ﷺ کے والدِ گرامی حضرت عبداللہؓ کی کنیز تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کے وقت انھیں آزاد کر کے ان کا نکاح حضرت عُبید حبشیؓ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت عبید انھیں لے کر مدینہ چلے گئے۔ وہیں ایک بیٹا ایمنؓ پیدا ہوا۔ ایمنؓ بھی حضور ﷺ کے خدمت گاروں میں شامل ہیں۔ ان کی پیدائش کے بعد جلد ہی حضرت عبیدؓ فوت ہو گئے تو حضرت اُمّ ایمنؓ مدینہ سے واپس حضور ﷺ کی خدمت میں مکّہ مکرّمہ پہنچ گئیں۔ ان کے مکّہ پہنچنے پر ایک دن حضور ﷺ نے صحابہؓ سے خطاب فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ "اگر کوئی شخص جنّت کی کسی عورت سے عقد کرنا چاہے تو وہ حضرت اُمّ ایمنؓ سے نکاح کرے"۔ یہ ارشادِ گرامی سُن کر حضرت زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان سے اُسامہؓ بن زید پیدا ہوئے۔

حضرت اُمِّ زفرؓ ایک حبشن تھیں۔ یہ اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کی نائن تھیں۔ ان کے بارے میں حضرت ابن عبّاسؓ کی روایت ہے کہ یہ ایک بار حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی۔ "یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرے جسم سے کپڑا ہٹ جاتا ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اگر تو راضی برضا رہے تو جنّت عطا ہو گی۔ اگر نہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تجھے شفا بخشے گا"۔ حضرت اُمِّ زفرؓ نے کہا۔ "میں راضی ہوں مگر یہ دُعا ضرور فرمائیں کہ جب مجھے مرگی کا دورہ پڑے تو میرے جسم سے کپڑا نہ ہٹے"۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو حضور ﷺ نے جنّت کی عورتوں کی سردار فرمایا۔

حضور ﷺ نے جنھیں اپنی قمیص / چادر کا کفن دیا

حضرت فاطمہ بنتِ اسدؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی وفات پر اپنی قمیص کفن کے لیے عطا فرمائی۔ یہ خاتون حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطّلبؓ کی بھتیجی، آپ ﷺ کے مہربان چچا حضرت ابوطالبؓ کی بیوی اور حضرت فاطمہؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ کی ساس تھیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے حضرت ابوطالبؓ کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کی بہت خدمت کی تھی۔ حضور ﷺ بچپن میں ان کے ہاں رہا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ پر اس قدر شفقت فرماتی تھیں کہ آپ ﷺ ان کو ماں کے بعد اپنی ماں فرمایا کرتے تھے اور جب ان کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میری ماں کے احترام میں اٹھ جاؤ۔ ان کی قبر میں خود اُترے اور اپنی قمیص ان کے کفن کے لیے دی۔

آقا حضور ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت زینبؓ ۸ ہجری میں فوت ہو گئیں تو حضور ﷺ کی ہدایات کے مطابق حضرت اُمِّ ایمنؓ، اُمُّ المؤمنین حضرت سَودہؓ اور اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہؓ نے میّت کو غسل دیا۔ جب غسل سے فارغ ہوئیں تو حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے اپنا تہ بند عنایت فرمایا اور ہدایت کی کہ اسے کفن کے اندر پہنا دو۔

آقا حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت اُمِّ کلثومؓ کی وفات پر ان کے کفن کے لیے اپنی چادر مبارک دی اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔

حضور ﷺ جن کی قبر میں اُترے

حضرت خدیجہؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ جب وہ فوت ہو گئیں اور ان کی قبر مبارک تیار ہوئی تو الانساب الاشراف کے مطابق، حضورِ اکرم ﷺ خود اس میں اترے اور پھر حضرت خدیجہؓ کو اس میں اتارا۔ روضۃ الاحباب میں ہے، حضور ﷺ نے ان کی قبر پر ان کے لیے دعا بھی فرمائی۔ حضرت خدیجہؓ کو حجون کے قبرستان میں دفن کیا گیا تھا۔ اس وقت نمازِ جنازہ کا آغاز نہیں ہوا تھا۔

حضرت زینبؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ ان کی قبر میں خود اترے اور پھر ان کے شوہر حضرت ابوالعاص نے انھیں قبر میں اتارا۔

حضورِ اکرم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالبؓ کی بیوی حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد ان خوش قسمت خواتین میں شامل ہیں جن کی قبر میں آقا حضور ﷺ لیٹے تھے۔ آپ ﷺ ان کی قبر میں خود اترے اور اپنے ہاتھوں سے مٹّی نکالی، اس میں لیٹے اور حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد کے لیے دعا فرمائی۔ یہ آپ ﷺ سے ماں جیسا سلوک کیا کرتی تھیں۔

حضرت اُمِّ کلثومؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد غسل دینے والیوں میں حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب، حضرت اُمِّ عطیہؓ، حضرت اسماء بنتِ عمیس اور لیلیٰ ثقفیہؓ شامل تھیں۔ حضرت لیلیٰ کہتی ہیں کہ آقا حضور ﷺ دروازے کے پاس تشریف فرما تھے، آپ کے پاس کفن تھا اور آپ ﷺ ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے، پہلے تہبند، پھر کرتا، پھر اوڑھنی اور پھر ایک اور کپڑا، جس میں حضرت اُمِّ کلثوم کو لپیٹا گیا۔

حضرت اُمِّ عیاشؓ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت گزار اور آزاد کردہ کنیز تھیں۔ یہ حضور ﷺ کو وضو کرایا کرتی تھیں۔ اُمِّ عیاشؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے ہاں بھیجا تھا۔

محمدٌ رَّسُولُ اللہ ﷺ مرتبہ شیخ محمد رضا (مصری) میں ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ سے شادی کی تو ان کے ہمراہ حضرت اُمِّ ایمنؓ کو حضرت علیؓ کے گھر رخصت کیا۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت اُمِّ ایمنؓ دروازہ کھولنے آئیں تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔ "کیا اس جگہ اسماء بنتِ عمیسؓ بھی ہیں اور کیا تم بنتِؓ رسول اللہ (ﷺ) کی تعظیم و تکریم کے لیے آئی ہو؟" حضرت اُمِّ ایمنؓ نے فرمایا۔ "جی ہاں! یہاں اسماء بنتِ عمیس بھی ہیں اور میں بنتِؓ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے لیے آئی ہوں"۔ حضور ﷺ نے حضرت اُمِّ ایمنؓ کو دعائے خیر سے سرفراز فرمایا اور پیالہ یا کسی برتن میں پانی لے کر اس میں اپنے دستِ مبارک دھوئے اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو بلوا کر ان پر پانی چھڑکا۔

حضرت اُمِّ ایمنؓ کو کئی اعزازات حاصل ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی پرورش و خدمت کرنے والے تمام افراد کے ساتھ شریک رہی ہیں۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جب حضور ﷺ چھے برس کی عمر میں اپنے ننھیال مدینہ منورہ اپنی والدہ حضرت

حضور ﷺ کی پرورش و خدمت اور محبت میں یہ کسی طرح حضرت ابو طالبؓ سے کم نہ تھیں۔ یہ آپ ﷺ کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے انھیں "**اُمّی بَعْدَ اُمّی**" فرمایا۔

حضرت اُمِّ رومانؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ تھیں۔ یہ جب فوت ہوئیں تو حضورِ اکرم ﷺ ان کی قبر میں اترے۔ طبقاتِ ابنِ سعد میں لکھا ہے کہ آقا حضور ﷺ نے خود ان کو قبر میں اتارا تھا۔ ان کے سِن وفات کے متعلق پوری معلومات نہیں ملتیں۔ اُسدُ الغابہ میں ہے کہ یہ ماہ ذی الحج چھے ہجری میں فوت ہوئی۔ صاحبِ اصابہ ابن حجر نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ان کی وفات ۹ ہجری سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ طالب ہاشمی کے مطابق امام بخاری نے تاریخِ صغیر میں ان کا نام لکھا ہے اور تاریخ صغیر میں ان لوگوں کے نام ہیں جنھوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں وفات پائی۔ سیّد سُلیمان ندوی نے سیرتِ عائشہؓ میں حضرت اُمِّ رومانؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت عثمانؓ کی خلافت تک زندہ رہیں۔ تاہم جمہور اہلِ سِیَر نے ۹ ہجری والی روایت کو ترجیح دی ہے۔

جنھیں حضور ﷺ کا کوئی کام کرنے کا اعزاز ملا

حضورِ اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینبؓ کے غسل میں حضرت اُمِّ ایمنؓ، اُمُّ المؤمنین حضرت سَودہؓ، اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت اُمِّ عطیہؓ شامل تھیں۔ حضرت اُمِّ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ غسل کا طریقہ بتاتے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے ہر عضو کو تین یا پانچ بار غسل دو اور اس کے بعد کافور لگاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اے اُمِّ عطیہؓ! میری بیٹی کو اچھی طرح کفن میں لپیٹنا، اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنانا اور اسے بہترین خوشبوؤں سے معطر کرنا۔

آمنہؓ کے ہمراہ گئے اور واپسی پر ابواء کے مقام پر حضرت آمنہؓ فوت ہو گئیں تو حضرت اُمّ ایمنؓ حضور ﷺ کو ہمراہ لے کر واپس مکہ پہنچیں، حالانکہ ان کی عمر کم تھی۔

حضور ﷺ نے جن کی عزّت و تکریم فرمائی

حضرت ہالہؓ بنتِ خویلد اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کی بہن تھیں اور حضورِ اکرم ﷺ کی بڑی بیٹی حضرت زینبؓ کی ساس بھی تھیں۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ ان کی عزّت و تکریم فرماتے تھے۔ حافظ ابنِ عبدالبر لکھتے ہیں کہ حضرت ہالہؓ ایک بار حضور ﷺ کے درِ دولت پر حاضر ہوئیں اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ یاد آ گئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ ہالہؓ ہوں گی۔ جب وہ اندر آئیں تو حضور ﷺ نے بے حد تعظیم و تکریم فرمائی۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت ہالہؓ کو دیکھ کر حضور ﷺ پر خوشی اور مسرّت کی کیفیت طاری ہو گئی۔

روضۃ الاحباب میں ہے، حضرت اُمّ زفرؓ جو اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کی مشاطہ تھیں، ایک بار حضرت عائشہؓ کے سامنے حضور ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے ان کی بہت عزّت کی اور فرمایا کہ یہ حضرت خدیجہؓ کے سامنے ہمارے گھر آیا کرتی تھیں۔

اُسد الغابہ فی معرفتِ الصحابہؓ (ابنِ اثیر) میں ہے کہ ایک بار ایک خاتون حضرت حسانہؓ حضور ﷺ سے ملنے کے لیے آئیں تو آپ ﷺ ان سے نہایت مروّت سے پیش آئے۔ حال احوال پوچھا۔ ان کے جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھیں جن سے آپ ﷺ نے نہایت دلچسپی، مہربانی اور شفقت کا اظہار کیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ خاتون حضرت خدیجہؓ کی سہیلی تھیں اور اکثر ان کے

پاس آیا کرتی تھیں۔

جنھیں حضور ﷺ کا چھوڑا ہُوا شربت پینے کی عزّت ملی

حضرت اُمّ ہانیؓ بنتِ ابوطالب حضورِ اکرم ﷺ سے بہت محبّت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ ایک بار آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور شربت یا دودھ نوش فرمایا اور باقی ان کو دے دیا۔ یہ اس وقت روزہ سے تھیں مگر انھوں نے آپ ﷺ کی دی ہوئی چیز کا انکار کرنا پسند نہ کیا اور پی لیا۔ پینے کے بعد عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم)! میں روزے سے تھی مگر میں نے آپ ﷺ کا چھوڑا ہُوا شربت یا دودھ پی لیا ہے۔ آقا حضور ﷺ نے فرمایا۔ "اگر روزہ رمضان کی قضا ہے تو کسی دوسرے دن یہ رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کو قضا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تمھیں ہے"۔

جو اظہارِ محبّت میں آپ ﷺ سے خفا ہوئیں

حضرت اُمّ ایمنؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضور ﷺ ان سے بے حد محبّت فرماتے، انھیں ماں کے بعد اپنی "ماں" فرماتے اور ان کو دیکھنے ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ یہ بھی آپ ﷺ سے بہت محبّت کرتیں۔ ایک بار آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت اُمّ ایمنؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں شربت پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پینے سے عذر کیا کیونکہ آپ ﷺ روزے سے تھے۔ سِیَرُ الصّحابیاتؓ میں ہے، اُمّ ایمنؓ نے حضور ﷺ سے ازراہِ محبّت خفگی کا اظہار کیا، جس طرح عموماً بزرگ کیا کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے جن خواتین سے کچھ کھایا

جن خواتین سے حضور ﷺ نے کھانے کی کوئی چیز لے کر کھائی' ان میں حضرت خولہ بنتِ قیسؓ بھی شامل ہیں۔ یہ خاتون حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی بیوی تھیں۔ اُسُد الغابہ میں ہے کہ انھوں نے ایک بار حضورِ اکرم ﷺ کے ساتھ پانی کے ایک برتن سے وضو کیا تھا اور ایک بار آپ ﷺ حضرت حمزہؓ سے ملنے ان کے گھر گئے تو حضرت خولہؓ بنتِ قیس نے حضور ﷺ کے لیے حلوہ بنایا جسے سب نے کھایا۔

ایک خاتون اُمِ بشرؓ جو حضرت براابن معرورؓ کی بیٹی تھیں اور بنی سلمہؓ سے تھیں۔ الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ میں لکھا ہے کہ جب تحویلِ کعبہ کا واقعہ ہوا تو اس وقت حضور ﷺ حضرت اُمِ بشرؓ کے گھر بنی سلمہ میں گئے ہوئے تھے۔

المواہبُ اللّدنیہ میں ہے کہ حضرت اُمِ بشرؓ نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ بعض لکھتے ہیں کہ ان دنوں حضرت اُمِ بشرؓ بیمار تھیں اور حضور ﷺ ان کے گھر' ان کی بیمار پُرسی کے لیے گئے ہوئے تھے۔ اور حضرت اُمِ بشرؓ نے اپنی بیماری کے باوجود حضور ﷺ کے لیے کھانے کا اہتمام کر لیا تھا۔

حضرت اُمُّ الفضل حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ عرفہ کے دن لوگوں کو شُبہ ہوا کہ حضور ﷺ روزے سے ہیں تو انھوں نے حضرت اُمُّ الفضلؓ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت اُمُّ الفضلؓ نے فوراً" آکر حضور رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ یہ دودھ آپ ﷺ نے پی لیا کیونکہ آپ ﷺ روزے سے نہ تھے۔ اس طرح لوگوں کو تشفّی ہو گئی۔

حضرت اُمُّ المنذرؓ بنت قیس کو ابنِ اثیر نے حضورِ اکرم ﷺ کی خالہ لکھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو حضرت علیؓ بھی ساتھ ہی اونٹنی پر سوار تھے۔ انگور کے گچھّے لٹکتے دیکھے تو آپ ﷺ اٹھے اور ان کو کھانے

لگے۔ حضرت علیؓ نے بھی کھانا چاہا تو حضور ﷺ نے انھیں منع فرمایا تو حضرت علیؓ رُک گئے۔ اتنے میں اُمُّ المنذر جو سبزی پکا رہی تھیں' وہ لے کر آگئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ تمھارے لیے یہ مناسب ہے' یہ کھالو۔ حضور ﷺ کو حضرت اُمُّ المنذرؓ پر بہت اعتماد تھا اور وہ بھی آپ ﷺ سے بہت عقیدت اور محبّت رکھتی تھیں۔

مُسند احمد اور اصابہ فی تمییز الصحابہؓ میں روایت ہے کہ ایک بار حضور ﷺ حضرت اُمِ عمارہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو انھوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "تم بھی کھاؤ"۔ کہنے لگیں یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں روزہ سے ہوں۔ ارشاد ہوا۔ "روزہ دار کے سامنے کچھ کھایا جائے تو فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں"۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت اُمِ عمارہؓ کے سامنے کھانا کھایا۔

ایک بار حضورِ اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ مدینۂ منوّرہ کے ایک نواحی گاؤں میں گئے۔ شام کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے وہاں ایک گھر کے دروازے پر دستک دی۔ وہاں سے ایک خاتون نکلیں اور کہنے لگیں۔ "اے اللہ کے بندے! میں اس وقت تنہا ہوں"۔ ابھی وہ یہ بات کہ ہی رہی تھیں کہ ان کا بیٹا آگیا۔ خاتون نے بیٹے سے کہا کہ ایک بکری اور چھُری لے جا کر ان دو آدمیوں کو دو اور کہو کہ میری ماں کہتی ہے کہ اس بکری کو ذبح کرو' خود بھی کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ۔ وہ لڑکا آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے چھری اسے واپس دے دی اور اس سے ایک برتن مانگا۔ لڑکے نے کہا کہ یہ بکری دودھ نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے پھر اس سے برتن مانگا۔ اس نے دے دیا۔ جب حضورِ اکرم ﷺ نے بکری کا دودھ دوہا تو برتن بھر گیا۔ سب نے پیا۔ آپ ﷺ نے رات وہیں گزاری اور صبح مدینہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی برکت سے اس خاتون کا ریوڑ بہت بڑھ گیا۔ کچھ مدت بعد وہ خاتون اپنے بیٹے کے ہمراہ

اپنا ریوڑ لے کر بکریاں فروخت کرنے مدینہ آئیں تو وہاں حضرت ابوبکرؓ کو گزرتے دیکھ کر پہچان لیا۔ اس خاتون نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ جو شخص تمہارے ساتھ تھے' وہ کہاں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کون ہیں؟ کہنے لگیں' نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کے پاس ان کو لے گئے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو کھانا کھلایا' لباس دیا اور عطیہ سے نوازا۔ اس خاتون نے بھی دیہات کی کچھ چیزیں اور پنیر پیش کیا اور اسلام قبول کر لیا۔

جن کے گھر حضور ﷺ تشریف لے جایا کرتے تھے

جن خواتین کو حضورِ اکرم ﷺ نے یہ اعزاز بخشا کہ ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے' ان میں آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالبؓ کی بیٹی حضرت اُمِ ہانیؓ بھی ہیں۔ واقعہ معراج کے دن بھی حضور ﷺ ان کے گھر تشریف فرما تھے اور وہیں سو گئے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ حضرت اُمِ ہانیؓ کے گھر تشریف لائے' غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ یہ کہتی ہیں کہ میں نے کبھی حضور ﷺ کو اس طرح جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ البتہ رکوع' سجود' باقاعدہ ادا فرمائے۔

حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد سے بہت محبّت فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے آپ ﷺ کی پرورش اور خدمت کی تھی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو ماں فرمایا۔ آپ ﷺ ان کی زیارت کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور وہاں آرام فرماتے تھے۔

حضرت اُمِ ایمنؓ کے بارے میں بھی حضور ﷺ فرمایا کرتے کہ میری ماں کے بعد اُمِ ایمنؓ میری ماں ہیں۔ ان کی بہت تعریف فرماتے' اور اکثر ان کے گھر تشریف

لے جاتے۔ جب ان پر نظر پڑتی تو "امّی" کہہ کر خطاب کرتے اور فرماتے یہ میرے اہل بیت کا حصہ ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آؤ چلیں۔ جس طرح حضور ﷺ حضرت اُمِ ایمنؓ سے ملاقات کو جایا کرتے تھے' اسی طرح ہم بھی ان کی ملاقات کر آئیں۔

آقا حضور ﷺ کبھی کبھار حضرت اُمِ ورقہؓ کے گھر صحابہؓ کے ہمراہ تشریف لے جایا کرتے اور فرماتے کہ آؤ شہیدہ کے گھر چلیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں اُمِ ورقہ کے غلاموں نے ان کا گلا گھونٹ دیا تو اس وقت حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ کے رسول (ﷺ) سچ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو۔

حضرت شفاؓ بنتِ عبداللہ حضورِ اکرم ﷺ سے بہت محبّت کیا کرتی تھیں۔ یہ قریش کے خاندان عدی سے تھیں اور ان کا نسب آٹھویں پُشت میں حضور ﷺ کے نسب سے جاملتا تھا۔ آپ ﷺ ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں یہ اعزاز بھی بخشا کہ ان کے گھر کبھی کبھی تشریف لے جاتے۔ حافظ ابنِ حجر کے مطابق حضور ﷺ کبھی کبھار ان کے گھر جاتے اور وہاں آرام فرماتے تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ کے استعمال کے لیے علیحدہ بچھونا اور ایک تہبند رکھ چھوڑا تھا۔ چونکہ ان چیزوں میں آپ ﷺ کا پسینہ جذب ہوتا تھا' اس لیے یہ بڑی متبرک و مقدّس چیزیں تھیں۔ ان مقدّس تبرکات کو ان کے بعد ان کی اولاد نے بھی نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا مگر دخترانِ اسلام میں ہے کہ مروان بن حکم نے یہ دونوں چیزیں ان سے لے لیں۔

حضرت ربیعؓ بنتِ معوذ کو حضور ﷺ سے بے پناہ محبّت تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ کبھی کبھار ان کے گھر جاکر ان کی عزت افزائی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ ان

کے گھر تشریف لائے اور وضو کے لیے پانی طلب فرمایا۔ حضرت ربیعؓ نے نہایت مسرّت اور عقیدت سے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کو وضو کرایا۔ غزوۂ بدر کے کچھ عرصہ بعد حضرت ربیعؓ کا نکاح حضرت ایاس بن بکیر سے ہوا۔ نکاح کے دوسرے دن آپ ﷺ حضرت ربیعؓ کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے۔

حضرت فاطمہؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی تو حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا جو حضور ﷺ کے مکان سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ حضور ﷺ کو اپنی بیٹی کے پاس آنے جانے میں تنگی ہوتی تھی۔ ایک دن حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ "بیٹی! مجھے اکثر تمہیں دیکھنے کے لیے آنا پڑتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمھیں اپنے قریب ہی بلا لوں"۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی کہ آپ ﷺ حارثہؓ بن نعمان سے فرمائیں' وہ کوئی نہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔ یہ خبر کسی طرح حضرت حارثہ بن نعمان تک پہنچی کہ آپ حضرت فاطمہؓ کو قریب لانا چاہتے ہیں مگر کوئی مکان نہیں مل رہا تو وہ فوراً حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم)! میرا مکان جو بالکل آپ ﷺ کے ساتھ ہے' میں خالی کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ یہاں حضرت فاطمہؓ کو بلا لیں۔ اور خدا کی قسم' جو چیز آپ مجھ سے لیں گے وہ مجھے آپ ﷺ کے پاس رہنے کی وجہ سے زیادہ محبوب ہو گی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "تم سچ کہتے ہو۔ خدا تمھیں خیر و برکت دے"۔ اور حضرت فاطمہؓ قریبی مکان میں آ گئیں۔

حضرت اُمِّ سُلَیمؓ حضرت اَنَسؓ بن مالک کی والدہ تھیں اور حضور ﷺ کی خالہ مشہور تھیں۔ آپ ﷺ سے بہت محبّت کرتی تھیں۔ حضور ﷺ اکثر ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے۔ حضرت اُمِّ سلیمؓ کے دوسرے بیٹے ابُو عُمَیر سے بھی آپ ﷺ بہت محبّت فرماتے تھے۔ جب بھی آپ حضرت اُمِّ سلیمؓ

کے گھر جاتے تو ابو عمیر کے ساتھ پیار سے باتیں کیا کرتے' ایک دن وہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ ننھے عمیر اداس بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت اُمِّ سلیمؓ سے پوچھا کیا بات ہے' آج ابو عمیر خاموش ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اس کی ایک چڑیا تھا جس سے وہ یہ کھیلا کرتا تھا۔ آج وہ مر گئی ہے' اس لیے یہ افسردہ ہے۔ حضور ﷺ نے ابو عمیر کو قریب بُلایا اور پیار سے ان کی چڑیا کی وفات پر تعزیت فرمائی کہ اے ابو عمیرا! تیری چڑیا نے یہ کیا کیا۔ یہ سن کر ننھے ابو عمیر ہنس پڑے۔ اور پھر کھیل کود میں مشغول ہو گئے۔ آپ ﷺ کا یہ جملہ ضربُ المثل بن گیا۔ ابو عمیر کم سنی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت اُمِّ سلیمؓ کی حضور ﷺ سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لاتے اور آرام فرماتے تو یہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اور گرے ہوئے بال مبارک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ وہیں نماز ادا فرماتے۔ ایک بار حضورِ اکرم ﷺ نے اُن کے مشکیزے سے پانی پیا تو یہ فوراً اُٹھیں اور مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس تبرک کے طور پر رکھ لیا کہ اس سے حضور ﷺ کے ہونٹ مبارک مَس ہوئے تھے۔

حضرت اُمِّ حرامؓ حضورِ اکرم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطّلبؓ کے ماموں کی پوتی تھیں اس نسبت سے انھیں اور ان کی بہن حضرت اُمِّ سلیمؓ کو آپ ﷺ کی خالہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ ان سے بہت محبّت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے کہ مجھے ان پر رحم آتا ہے کہ ان کے بھائی نے میری اعانت میں شہادت پائی ہے۔ ابنِ سعد' ابنِ حجر' ابنِ اثیر اور زرقانی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ حضرت اُمِّ حرامؓ کی بہت عزّت کیا کرتے تھے۔ ان کو دیکھنے کے لیے ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے اور ان کے گھر آرام فرماتے۔ غزوۂ اُحُد میں ان کے شوہر عمروؓ بن قیس شہید ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد حضرت اُمِّ حرامؓ کا دوسرا نکاح حضرت

عبادہؓ بن صامت سے ہُوا۔ حضرت عبادہ بن صامت کا مکان قبا سے متّصل تھا جو غزّی
جیسے پتھریلے علاقے کے کنارے پر واقع ہے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نکاحِ ثانی کے بعد اس
مکان میں چلی گئیں۔ سیَرُ الصّحابیاتؓ میں لکھا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ جب کبھی قبا کی
طرف تشریف لے جاتے تو حضرت اُمِّ حرامؓ کے گھر جاتے اور کھانا نوش فرماتے تھے۔
ایک بار حضورِ اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور کھانا کھانے کے بعد سو گئے
اور مُسکراتے ہوئے اٹھے، فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری اُمّت کے
کچھ لوگ سمندر کے ذریعے غزوہ کے لیے جا رہے ہیں۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے گزارش
کی کہ میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ میں بھی ان میں شامل ہوں۔ آپ ﷺ نے دعا
فرمائی اور پھر سو گئے۔ جب دوبارہ اٹھے تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ "تم پہلی جماعت کے
ساتھ ہو"۔

آقا حضور ﷺ کے چچا حضرت عبّاسؓ بن عبد المطّلب کی بیوی حضرت اُمُّ
الفضل آپ ﷺ سے بہت محبّت کرتی تھیں۔ حضور ﷺ حضرت اُمُّ الفضلؓ کو دیکھنے
اکثر ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے گھر دوپہر کے وقت تھوڑی دیر
آرام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت اُمُّ الفضلؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ ﷺ ان
کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتے تھے۔

حضرت اُمِّ سیفؓ انصاریہ حضرت ابراہیمؓ بن رسول اللہ ﷺ کی آیا تھیں۔
حضور ﷺ اپنے بیٹے کو دیکھنے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ حضرت اُمِّ سیفؓ کے خاوند
ایک لوہار تھے اور ان کا گھر دھوئیں سے بھرا ہوتا تھا مگر آپ ﷺ وہاں جاتے اور بیٹے کو
پیار فرماتے۔

حضرت دجاجہؓ بنتِ اسما حضرت عامرؓ بن کریز کی بیوی تھیں اور آپ ﷺ کی
پھوپھی حضرت اُمِّ حکیمؓ بنتِ عبد المطّلبؓ کی بہو تھیں۔ ایک بار حضور ﷺ حضرت

دجاجہؓ کے گھر تشریف فرما تھے کہ انھوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو آواز دی اور کہا۔
"میرے پاس آ۔ میں تمھیں کچھ دوں گی"۔ یہ بات سُن کر آقا حضور ﷺ نے اُن سے
پوچھا کہ تم نے اس کو کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟ یہ کہنے لگیں۔ میں نے ایک کھجور
دینے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اگر تم نے یہ ارادہ نہ کیا ہوتا تو اتنی سی
بات بھی تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دی جاتی"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ ﷺ ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے جنھیں نماز پڑھائی

حضرت ملیکہؓ بنتِ مالک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کو
خود نماز پڑھائی یعنی امامت فرمائی۔ یہ خاتون حضرت اَنَس بن مالکؓ کی نانی تھیں جو خادمِ
رسول اللہ ﷺ تھے۔ یہ مدینہ میں رہتی تھیں اور انھوں نے ہجرتِ نبوی ﷺ سے کچھ
عرصہ قبل اپنی بیٹیوں حضرت اُمِّ سلیمؓ اور اُمِّ حرامؓ کے ہمراہ اسلام قبول کیا تھا۔ صحیح
بخاری میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ملیکہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی اور
خود کھانا تیار کیا۔ حضور ﷺ نے کھانے کے بعد فرمایا۔ "آؤ! میں تمھیں نماز
پڑھاؤں"۔ گھر میں جو ایک چٹائی تھی، حضرت اَنَسؓ نے اس کو پانی سے دھو کر نماز کے
لیے بچھا دیا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے امامت فرمائی۔ حضرت ملیکہؓ کے علاوہ حضرت انسؓ
اور ایک یتیم غلام لڑکا بھی صف بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے دو رکعت نماز ادا
فرمائی اور واپس تشریف لے گئے۔

حضور ﷺ جب عبادتِ الٰہی میں مصروف ہُوا کرتے تھے تو آپ ﷺ کی اقتدا
میں اُمُّ المومنین حضرت خدیجہؓ ساتھ شامل ہوا کرتی تھیں۔ یہ نہایت عبادت گزار

تھیں اور اس وقت بھی آپ ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کرتی تھیں جس وقت تمام عرب شدید مخالفت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کی اس وفا شعار اور خدمت گذار زوجہ کی پُرخلوص خدمت کو شرف قبولیت سے نوازا۔ ضیاءُ النبی ﷺ میں لکھا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت جبریلؑ بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہُوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ خدیجہؓ ہیں جو ایک برتن لے کر آ رہی ہیں، اس برتن میں سالن ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں تو ان کو ان کے ربِّ کریم کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچائیں اور یہ خوشخبری بھی سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے موتیوں سے بنا ہوا ایک محل جنّت میں ان کو عطا فرمایا ہے۔ جس میں کسی قسم کا شور ہو گا، نہ پریشانی۔

صحابیات (مرتّبہ نیاز فتحپوری) میں لکھا ہے۔ عفیف کندی ایک تاجر تھا، اس نے ایک بار حضور ﷺ کو، حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ عبادت کرتے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پیچھے حضرت علیؓ اور حضرت خدیجہؓ کھڑے ہوئے۔ پھر نماز کے بعد یہ تینوں چلے گئے۔

جن کے بیٹوں کو ماں کی نسبت سے پکارا

حضورِ اکرم ﷺ نے کچھ خواتین کے بیٹوں کو اُن کی ماں کی نسبت سے پکارا جو یقیناً ان خواتین کے لئے اعزاز ہے۔ ان خواتین میں حضورِ اکرم ﷺ کی پھُوپھی حضرت صفیہؓ اور ایک خاتون صحابیہ اُمّ عبدؓ شامل ہیں۔ ان دو کے علاوہ کسی خاتون کے بارے میں یہ خصوصیّت سامنے نہیں آئی۔

حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی پھُوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ نے ایک

ہی گھر میں پرورش پائی تھی۔ اس لیے انھیں حضورِ اکرم ﷺ سے غیر معمولی محبّت تھی۔ خود حضورِ اکرم ﷺ بھی ان سے پیار محبّت سے پیش آتے تھے اور ان کے بیٹے زبیرؓ بن عوام کو اکثر پیار سے "ابنِ صفیہؓ" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

یہ کئی غزوات میں شریک ہوئیں۔ غزوۂ اُحُد پر جب مسلمان کفّار کی کثرت سے گھبرا کر فرار ہونے کے لیے آمادہ ہو رہے تھے تو اس موقع پر حضرت صفیہؓ ہاتھ میں ایک نیزہ لیے ہوئے آئیں اور لوگوں کو روکتی جاتی تھیں اور غصہ میں کہتی جاتی تھیں کہ تم رسول اللہ ﷺ سے بھاگتے ہو۔ غزوہ خندق میں ایک یہودی کو قتل کرنے پر انھیں حضور ﷺ نے مالِ غنیمت سے حصہ بھی دیا تھا۔

دوسری خاتون حضرت اُمّ عبدؓ ہیں جو دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں، بعد میں ہجرت بھی کی۔ تذکارِ صحابیاتؓ میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ ان پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کو اکثر "ابنِ اُمّ عبد" کہہ کر بلاتے تھے۔

جنھیں بیٹے کے جنّتی ہونے کی خوشخبری دی گئی

حضرت ربیع النصرؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں ان کے بیٹے کے بارے میں بتایا کہ وہ جنّت میں ہے۔ تمام مائیں اپنے بچوں سے بے پناہ محبّت کرتی ہیں اور اپنے بچوں کی ذرا سی تکلیف پر پریشان ہو جاتی ہیں۔ ایک عورت کا بیٹا فوت ہو جائے اور وہ بیٹا اکلوتا بھی ہو تو پھر اس کی کیا حالت ہو گی۔ حضرت ربیع کا صرف ایک ہی بیٹا حارثہ بن سراقہؓ تھا۔ ان کا خاوند فوت ہو چکا تھا اور انھیں اپنے اکلوتے یتیم بیٹے سے بہت پیار تھا۔ یہ بھی اپنی ماں کے فرماں بردار خدمت گزار تھے۔

حضرت حارثہؓ جنگِ بدر کا تماشا دیکھنے کے لیے گئے اور وہاں حبان بن العرقہ کے تیر سے شہید ہو گئے۔ جب اس بات کی اطلاع ان کی والدہ کو ہوئی تو انھیں بہت صدمہ ہوا مگر رونے کے بجائے کہنے لگیں۔ میرا دل رونے کو چاہ رہا ہے مگر میں پہلے حضور ﷺ سے معلوم کرنا چاہوں گی کہ میرا بیٹا جنّت میں ہے یا جہنّم میں۔ اگر وہ جہنّم میں ہُوا تو روؤں گی اور اگر جنّت میں ہُوا تو نہ روؤں گی۔ واقدی کی مغازی الرسول ﷺ میں ہے' جب آقا حضور ﷺ جنگ سے مدینہ تشریف لائے تو یہ آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی۔ "یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیکَ وسلم! حارثہؓ میرا نہایت اطاعت گزار اور محبوب فرزند تھا۔ اس کی جدائی کا جس قدر صدمہ میرے دل پر ہے' اس کو آپ ﷺ خوب جانتے ہیں۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کے غم میں گریہ و زاری کروں لیکن پھر سوچا کہ جب تک آپ ﷺ سے یہ بات نہ پوچھ لوں کہ حارثہ اب کس حال میں ہے' خاموش رہوں گی۔ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں گی اور اگر وہ جہنم میں ہے تو اللہ دیکھے گا کہ میں اس کے غم میں اپنا کیا حال کرتی ہوں۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ حارثہؓ تو جنّت الفردوس میں ہے"۔ یہ سن کر حضرت ربیعؓ خوش ہو گئیں اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا۔ "واہ واہ اے حارثہؓ!"۔ اس کے بعد انھوں نے عرض کی۔ "یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میں حارثہؓ کے لئے کبھی نہیں روؤں گی"۔

حضور ﷺ نے جن کی بکری کا دودھ دوہا

اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستی حضرت محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے لیے تمام عالم تخلیق فرمائے۔ فرمایا گیا کہ اگر آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو کچھ بھی نہ بنتا۔ حضور محبوبِ کبریا ﷺ ہر شخص کا ہر کام کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ مجبوروں کی مجبوریاں دور فرماتے' بے کسوں بے بسوں کی مدد فرماتے' مظلوموں کی داد رسی فرماتے۔ ایسے سیکڑوں ہزاروں واقعات کُتُبِ سِیَر میں بکھرے ہوئے ہیں۔ عورتوں کا ذکر کتبِ سِیَر میں بہت کم ملتا ہے۔ پھر بھی جس حوالے سے کسی خاتون کی ایسی کوئی خصوصیت نظر آتی ہے کہ انھیں حضور ﷺ نے کوئی چیز عنایت فرمائی' ان کا کوئی کام کر دیا' یا ان کے لئے کوئی خاص حکم جاری فرمایا' یا کوئی خاص کلمہ ارشاد فرمایا' ہماری کوشش ہے کہ ایسی چیزیں جمع ہو جائیں۔ جس صحابیہؓ کے لیئے آپ ﷺ نے ان کی بکری کا دودھ دوہ دیا' یہاں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

حضورِ اکرم ﷺ کے پاس ایک لوہار کی بیٹی آئی جو اپنی بکری کا دودھ نکلوانا چاہتی تھی۔ حضور ﷺ نے دودھ دوہ دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ہر روز اپنی بکری کو لے آیا کرو' میں دوہ دیا کروں گا۔ یوں اس بچی کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ حضورِ اکرم ﷺ نے نہ صرف اس کا یہ کام کر دیا' بلکہ آیندہ کے لیے کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔

یہ بچی حضرت خباب بن ارتؓ کی بیٹی تھی جو مکّہ میں لوہار کا کام کرتے تھے۔ جب مسلمان ہوئے تو کفّار نے ان پر بہت ظلم و ستم کیا۔ ان کی مالکہ اُمِّ انمار تھی جو ان کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹاتی اور کبھی تپتے ہوئے لوہے سے ان کو داغا کرتی تھی۔ خباب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا حال سناتے تو آپ ﷺ ان کی دلجوئی فرماتے۔

ابنِ سعد حضرت خبابؓ کی بیٹی کی روایت انھی کی زبانی لکھتے ہیں: کہتی ہیں کہ ایک بار میرے والد خبابؓ کو کسی غزوہ کے لیے گھر سے باہر جانا پڑا۔ گھر سے چلتے وقت وہ ہمارے پاس ایک بکری چھوڑ گئے اور کہہ گئے کہ جب تم اس بکری کا دودھ

دوہنا چاہو تو اس کو اصحابِ صُفّہؓ کے پاس لے جانا۔ چنانچہ میں اس بکری کو اصحابِ صُفّہ کے پاس لے گئی۔ اس وقت رسولؐ اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس بکری کو پکڑا اور مجھ سے فرمایا کہ تمھارے گھر میں جو سب سے بڑا برتن ہو' وہ لے آؤ۔ میں ایک برتن لے گئی۔ حضور ﷺ نے دودھ دوہا تو وہ برتن بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس کو لے جاؤ۔ خود بھی پیو اور پڑوسیوں کو بھی پلاؤ اور جب تم اس بکری کا دودھ دوہنا چاہو' اسے میرے پاس لے آیا کرو۔" چنانچہ میں صبح و شام اس بکری کو آپ ﷺ کے پاس لے جاتی تھی اور آپ ﷺ دودھ دوہ دیتے تھے۔ دودھ کی کثرت نے ہمیں بہت آسودہ کیا۔ جب میرے والد واپس آئے اور اس بکری کو دوہا تو دودھ پہلی مقدار پر لوٹ آیا۔ ہم نے کہا کہ یہ بکری تو تغار بھر کر دودھ دیتی تھی۔ وہ کہنے لگے۔ "کون دوہا کرتا تھا"۔ ہم نے بتایا کہ حضورِ اکرم ﷺ۔ یہ سن کر میرے والد نے کہا کہ مجھے حضور ﷺ کے برابر سمجھتی ہو؟ خدا کی قسم! ان ﷺ کا دستِ مبارک بہت زیادہ برکت والا ہے۔

حضور ﷺ جن کی تعریف فرماتے تھے

حضرت خدیجہؓ کے بارے میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں کہ ان کی وفات کے بعد بڑی مدت تک حضورِ اکرم ﷺ کا یہ معمول رہا کہ جب گھر سے جاتے تو پہلے حضرت خدیجہؓ کا ذکر نہایت اچھے الفاظ میں کرتے اور اسی طرح جب گھر میں تشریف لاتے تو بھی ان کی تعریف اور تحسین فرماتے۔

اُسد الغابہ فی معرفت الصحابہؓ (جلد دہم) میں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حضورِ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہّرات میں سے کسی کے ساتھ اتنا جلاپا نہ تھا

جتنا کہ حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلد کے خلاف تھا۔ حالانکہ وہ مجھ سے پہلے گزر چکی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ ان کا ذکر نہایت عمدہ الفاظ سے کیا کرتے تھے۔

آقا حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ سے اس قدر محبّت فرماتے تھے کہ ان کے خلاف کوئی بات سننا پسند نہ فرماتے۔ مثلاً ایک بار حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے حضرت خدیجہؓ کی تعریف کرنی شروع کی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے رشک آیا اور میں نے کہا۔ "یا رسول اللہ' صلی اللہ علیکَ و سلم! وہ تو ایک بُڑھیا بیوہ عورت تھیں' خدا نے تو ان کے بعد آپ ﷺ کو بہتر بیوی عنایت کی"۔ یہ سن کر حضور ﷺ کا چہرۂ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ "خدا کی قسم! اس نے اپنا مال و زر مجھ پر قربان کر دیا جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی"۔ سوائے حضرت ابراہیمؓ کے حضور ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔

جن کی سرپرستی کے لیے کسی کو منتخب فرمایا گیا

حضرت فاطمہؓ بنتِ حمزہ بن عبد المطّلب حضورِ اکرم ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی بیٹی تھیں مگر ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے والد کی شہادت کے بعد نہ صرف انھیں اپنی بیٹی فرمایا بلکہ ان کی سرپرستی کے لیے فیصلہ بھی فرمایا۔ واقعہ یوں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ عمرۃ القضا کے لیے مکّہ مکرّمہ تشریف لے گئے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی جو مکہ میں اپنی والدہ سلمیٰؓ بنتِ عُمیس کے ساتھ رہتی تھیں۔ آپ ﷺ کے پاس "چچا' چچا" پکارتی آئیں۔ اس موقع پر حضرت علیؓ' حضرت زید بن حارثہؓ

اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے درمیان جھگڑا ہو گیا' کیونکہ وہ تینوں ان کی سرپرستی اور پرورش کے لیے اپنا اپنا حق جتا رہے تھے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ سب سے پہلے میرے پاس آئی ہے اور یہ میرے چچا کی بیٹی بھی ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے اپنا دعویٰ یوں پیش کیا کہ حمزہؓ میرے دینی بھائی تھے' اس لیے میں بھی ان کا چچا ہوں۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے فرمایا۔ حضرت حمزہؓ میرے دینی بھائی ہیں اور اس یتیمہ کی خالہ میری بیوی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان تینوں کے دعوئی کو برابر کا درجہ دیا۔ فرمایا: "خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے"۔ اور حضرت فاطمہؓ کو حضرت اسماء بنتِ عمیس کے حوالے کر دیا جو حضرت جعفرؓ کی بیوی تھیں۔

جن صحابیاتؓ کی وجہ سے حضور ﷺ رو پڑے

جن خواتین کی وجہ سے حضورِ اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' ان میں نہایت جلیل القدر صحابیاتؓ شامل ہیں۔ جنھیں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کی وجہ سے سرکار ﷺ رو پڑے' ان میں حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ' رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ' رضاعی بہن حضرت شیماؓ' پھوپھی حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب' بیٹیاں حضرت زینبؓ' حضرت رقیہؓ' حضرت اُمِ کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ حضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہؓ کی بیٹی اور ایک بچی جو زمانہ جاہلیت میں ماری دی گئی تھی' بھی شامل ہیں۔

جن خواتین کی وفات پر آپ ﷺ رو پڑے' ان میں حضرت حلیمہؓ بھی شامل ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں جو قبیلہ بنو سعد سے تعلق رکھتی ہیں۔ بنو سعد بن بکر عرب کے بدوی قبائل میں سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے۔ اس بارے میں

ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میں عربوں میں سب سے بہتر اظہارِ خیال پر قادر ہوں' کیونکہ میری پیدائش قریش میں ہوئی اور میری پرورش بنو سعد میں ہوئی"۔

حضرت حلیمہؓ نے اپنے بچوں اور خاوند کے ہمراہ حضور ﷺ کی خاطرداری اور پرورش میں کوئی کمی نہ ہونے دی تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے قریباً چار برس حضرت حلیمہؓ کے پاس گزارے۔ اس عرصہ میں حضرت حلیمہؓ اور ان کی بیٹی حضرت شیماؓ ہر وقت حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا کرتیں اور ایک منٹ کے لیے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھیں۔ اس دوران میں آپ ﷺ دو یا تین بار اپنی حقیقی والدہ حضرت آمنہؓ سے ملنے حضرت حلیمہؓ کے ہمراہ گئے۔ دودھ چھڑانے کے بعد بھی حضرت حلیمہؓ کا دل آپ ﷺ کو واپس کرنے کے لیے نہیں چاہتا تھا' اس لیے یہ حضرت آمنہؓ کے پاس گئیں اور حضرت آمنہؓ کو قائل کر کے واپس اپنے گھر لے آئیں۔ انھیں حضور ﷺ سے بہت محبّت تھی' اس وجہ سے حضور ﷺ ان سے بہت محبّت فرماتے تھے۔ جب بھی یہ حضورِ اکرم ﷺ سے ملنے آتیں' آپ بہت احترام کرتے' اپنی چادر بچھا کر اس پر انھیں بٹھاتے۔ جب فتح مکّہ کے موقع پر حضرت حلیمہؓ کی بہن سلمیٰ حضورِ اکرم ﷺ سے ملیں تو انھوں نے آپ ﷺ کو حضرت حلیمہؓ کی وفات کی خبر سنائی۔ اس خبر کو سن کر حضورِ اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔

غزوۂ بدر کے قیدیوں میں حضور ﷺ کے داماد ابوالعاص بھی شامل تھے۔ اہلِ مکّہ نے اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ بھیجا۔ اس موقع پر حضرت زینبؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ نے اپنے شوہر ابوالعاص کی رہائی کے لیے یمنی عقیق کا ایک ہار اپنے دیور کے ہاتھ بھیجا۔ یہ ہار حضرت خدیجہؓ نے حضرت زینبؓ کو شادی میں دیا تھا۔ آقا حضور ﷺ نے جب یہ ہار دیکھا تو حضرت خدیجہؓ یاد آ گئیں اور آپ ﷺ کی

آنکھوں میں آنسو آگئے۔

حضور ﷺ اپنی بڑی بیٹی حضرت زینبؓ کی وفات پر بہت دُکھی ہوئے۔ اُسُد الغابہ میں ہے کہ جس دن حضرت زینبؓ نے وفات پائی، حضور ﷺ بے حد مغموم تھے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ زینبؓ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبّت میں ستائی گئی۔

حضور ﷺ اپنی دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کی وفات کے وقت جنگِ بدر کے لیے تشریف لے گئے تھے اور مدینہ میں تشریف فرما نہ تھے۔ جب آپ ﷺ کو ان کی وفات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بہت مغموم ہوئے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آقا حضور ﷺ کو اپنی تیسری بیٹی حضرت اُمِّ کُلثُومؓ سے بھی بہت محبّت تھی اور ان کی وفات کے بعد جب بھی وہ حضور ﷺ کو یاد آتیں تو آپ ﷺ کی آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ صحیح بخاری میں حضرت انَسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت اُمِّ کلثومؓ کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آقا حضور ﷺ جنھیں یاد کر کے بے ساختہ رو پڑے، وہ عظیم ہستی حضرت آمنہؓ کی ہے جو حضور ﷺ کی والدہ تھیں اور آپ ﷺ کے بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔ صُلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر حضورِ اکرم ﷺ ابواء کے مقام سے گزرے تو اپنی والدہ حضرت آمنہؓ کے مزار پر گئے۔ اپنی والدہ کی قبر مبارک کو اپنے دستِ مبارک سے درست کیا اور بے اختیار رو دیئے۔ حضور اکرم ﷺ کو روتا دیکھ کر صحابۂ کرامؓ بھی رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ تو رونے سے

منع فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ان کی ممتا مجھے یاد آگئی اور میں رو دیا"۔

جن خواتین کو دیکھ کر فرطِ محبّت سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ان میں حضور ﷺ کی رضاعی بہن حضرت شیماؓ، نواسی حضرت زینبؓ بنتِ علی اور اپنی سب سے پیاری اور چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہؓ شامل ہیں۔

حضرت شیماؓ جب غزوۂ حُنین کے موقع پر آپ ﷺ سے ملیں تو حضور ﷺ کی آنکھوں میں فرطِ محبّت سے آنسو آگئے۔ اس عظیم خاتون نے اپنی والدہ کے ہمراہ حضور ﷺ کی پرورش و خدمت اور دیکھ بھال میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

آقا حضور ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ہاں بیٹی زینبؓ پیدا ہوئیں تو ان دنوں آپ ﷺ مدینہ کریمہ میں تشریف فرما نہ تھے۔ تین دن کے بعد آپ مدینہ شریف تشریف لائے تو بچی کو گود میں لیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر اپنے دہنِ مبارک میں کھجُور چبائی، لُعابِ دہن بچی کے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ یہ ہم شبیہِ خدیجہؓ ہیں۔ یعنی اس بچی کی شکل اپنی نانی حضرت خدیجہؓ سے ملتی ہے۔

ایک بار حضور ﷺ اپنی پیاری اور سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں، جس میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں، آٹا گوندھ رہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کلامِ الٰہی کا وِرد کر رہی ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔ "فاطمہ! دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرّت کا انتظار کر۔ اللہ تمھیں نیک اجر دے گا"۔

جن خواتین کو روتا دیکھ کر حضورِ اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، ان میں آپ ﷺ کی پھُوپھی حضرت صفیہؓ بھی شامل ہیں۔ غزوۂ اُحُد میں ان کے بھائی

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ شہید ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو میدان جنگ میں آتے دیکھا تو ان کے بیٹے حضرت زبیرؓ بن عوّام سے فرمایا کہ صفیہؓ اپنے بھائی حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔ جب حضرت زبیرؓ نے ماں کو بتایا کہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے تو کہنے لگیں میرے بھائی کی لاش بگاڑ دی گئی ہے، مجھے یہ پسند نہیں مگر میں صبر سے کام لوں گی۔ یہ جواب سن کر حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔ انھوں نے پُرنم آنکھوں سے بھائی کو دیکھا اور دعائے مغفرت کے بعد دو چادریں ان کی تدفین کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیں۔ ایک روایت کے مطابق دعائے مغفرت کے بعد آنسو ضبط نہ کر سکیں اور بے اختیار رونے لگیں۔ ان کو روتا دیکھ کر حضورِ اکرم ﷺ بھی اشک بار ہو گئے اور پھر حضرت صفیہؓ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ مجھے جبریلِ امینؑ نے خبر دی ہے کہ عرشِ معلّٰی پر حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ کو اَسَدُ اللہ اور اَسَدُ الرَّسُول ﷺ لکھا گیا ہے۔

حضرت زید بن حارثہؓ سے حضور ﷺ کو بہت محبّت تھی۔ ان کی شہادت پر ان کی بیٹی کو روتا دیکھ کر آپ ﷺ بھی رونے لگے۔ حضرت خالدؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کی کمسن صاحبزادی نے باپ کی شہادت کی خبر سنی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اسے دیکھ کر حضور ﷺ پر بھی گریہ طاری ہو گیا اور آپ ﷺ اس قدر روئے کہ آواز رک گئی۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حیران ہو کر پوچھا۔ "یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! یہ کیا ہے؟" فرمایا۔ "یہ جذبۂ محبّت ہے جو ہر محب کے دل میں اپنے محبوب کے لیے ہوتا ہے"۔

جن کے ذکر کو سن کر آپ ﷺ رو پڑے، ان میں وہ بچی بھی ہے جس کو زمانہ جاہلیت میں اس کے والد نے مار دیا تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے لڑکیوں کو مارنے کی قبیح

رسم کو سختی سے روکا۔ قریشِ مکّہ کا ایک شخص، جس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک دن آقا حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اپنا ایک واقعہ بیان کیا کہ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) میں نے جہالت کے دنوں میں ایک بڑا جُرم کیا ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو جان سے مارنے کی غرض سے ایک گڑھے میں اتارا اور اس پر پتھر پھینکنا شروع کر دیئے تو بچی روتے روتے مجھ سے پوچھنے لگی کہ پیارے ابُّو! مجھے کیوں مارتے ہو؟ یہ کہتے کہتے اس کی آواز ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔ آقا حضور ﷺ نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کی ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے تھے۔

جن کی مدینۂ منوّرہ آمد کو فدیہ قرار دیا گیا

غزوۂ بدر میں حضرت زینبؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ کے شوہر ابوالعاص کُفّار کی طرف سے آئے تھے اور قیدیوں میں شریک تھے۔ جب مکّہ والوں نے اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو حضرت زینبؓ نے اپنے دیور کے ہاتھ ایک یمنی عقیق کا ہار بھیج دیا، جس کو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کیونکہ وہ ہار حضرت خدیجہؓ کا تھا جو انھوں نے حضرت زینبؓ کی شادی کے موقع پر انھیں دیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا۔ "اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینبؓ کو واپس کر دو کیونکہ یہ اس کی ماں کی نشانی ہے۔ ابوالعاص کا فدیہ صرف یہ ہے کہ وہ مکّہ جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں"۔ تمام صحابہؓ بخوشی راضی ہو گئے اور ابوالعاص نے بھی یہ شرط منظور کر لی۔ یہ رہا ہو کر مکّہ پہنچ گئے اور وعدہ کے مطابق اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینبؓ کو مدینۂ منوّرہ بھیج دیا۔

جن کے چہرے پر حضور ﷺ نے پانی چھڑکا

حضورِ اکرم ﷺ نے جن خوش قسمت خواتین کے چہرے پر پانی چھڑکا' ان میں حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ابو سلمہؓ کی بیٹی تھیں۔ حضرت زینبؓ اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں اور جب حضرت اُمِّ سلمہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح ہوا تو یہ آپ ﷺ کی سرپرستی میں آ گئیں۔ جب یہ پیروں چلنے لگیں تو حضور ﷺ کے پاس آ جاتیں۔ جب یہ چلتے چلتے قریب پہنچ جاتیں تو آپ ﷺ ان کے منہ پر پانی چھڑکتے۔ اسی پانی کی برکت سے بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا رنگ روپ تھا۔ یہ قریباً ستّر (۷۰) برس کی عمر میں فوت ہوئیں مگر چہرے پر بڑھاپے کی بدنمائیاں نہ تھیں اور چہرے پر جوانی کی آب و تاب تھی۔

دوسری خاتون حضرت اُمِّ اسحاقؓ ہیں جنھوں نے حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لے جانے کے بعد ہجرت کی۔ اس وقت تک ان کے شوہر نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ ہجرت کے لیے یہ اپنے بھائی کے ساتھ مکّہ سے مدینۂ منوّرہ جا رہی تھیں کہ راستے میں ان کے بھائی نے کہا: تم اسی جگہ ٹھہرو' میں مکّہ میں کچھ سامان بھول گیا ہوں۔ وہ لے کر جلد آتا ہوں۔ حضرت اُمِّ اسحاقؓ نے انھیں بہت سمجھایا کہ مجھے اپنے شوہر سے ڈر ہے کہ وہ کہیں تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ مگر ان کا بھائی نہ مانا اور مکّہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب اُمِّ اسحاقؓ کو راستے میں انتظار کرتے ہوئے کئی دن گزر گئے مگر ان کا بھائی واپس نہ آیا۔ ایک دن وہاں سے ایک آدمی گزرا۔ حضرت اُمِّ اسحاقؓ نے اس آدمی سے اپنے بھائی کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ان کے شوہر نے ان کے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر وہ طویل سفر کے بعد جب مدینہ شریف حضور

ﷺ کی خدمت میں پہنچیں تو آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر یہ برداشت نہ کر سکیں اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر روتے روتے بمشکل تمام واقعہ سنایا۔ ان کی حالت دیکھ کر حضور ﷺ نے ایک مُٹھی پانی لیا اور ان کے چہرے پر چھڑک دیا۔ یہ روتے روتے چُپ ہو گئیں۔ اس واقعے کے بعد انھیں ایسی تسکین حاصل ہوئی کہ بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی نہیں روتی تھیں' اگرچہ ان کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔

جن کی وجہ سے ان کے کافر باپ کو چھوڑ دیا گیا

غزوۂ بدر میں ایک شاعر ابو عزّہ کفار کی طرف سے لڑنے آیا اور شکست کھانے کے بعد جنگی قیدیوں میں شامل ہوا۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے فدیہ کے بارے میں عرض کی کہ میں مفلس اور تنگ دست ہوں۔ میری پانچ بیٹیاں ہیں۔ اگر آپ ﷺ مجھے آزاد فرما دیں تو میں اپنی لڑکیوں کی پرورش کر کے حضور ﷺ کا احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گا۔ اس نے حضور ﷺ سے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ کبھی لڑائی میں مسلمانوں کے مقابلے میں نہ آئے گا اور نہ کبھی مسلمانوں کے خلاف کوئی بات کرے گا۔ حضورِ اکرم ﷺ کو اس پر رحم آ گیا اور آپ ﷺ نے اسے بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا مگر بعد میں وہ اپنے وعدے کے خلاف اُحُد کی جنگ میں شریک ہُوا اور مارا گیا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ابو عزّہ کو اس کی بیٹیوں کی خاطر بغیر فدیہ کے' آزاد کر دیا۔ ان لڑکیوں کے لیے یہ اعزاز ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی پرورش کی خاطر اپنے دشمن کو آزاد کر دیا۔

جنھیں طب و جراحت کی اجازت دی گئی

حضرت رفیدہؓ اسلمیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھیں حضورِ اکرم ﷺ نے بعض موقعوں پر مسجدِ نبوی ﷺ کے اندر خیمہ لگانے کی اجازت دی تھی۔ یہ طب و جراحت میں مہارت رکھتی تھیں۔ جنگِ احزاب میں حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہو گئے۔ جنگ کے بعد آقا حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کے لیے مسجدِ نبوی ﷺ کے صحن میں ایک طرف خیمہ نصب کرا دیا اور حضرت رفیدہؓ کو جو طبیبہ تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں، ان کی خدمت اور علاج کے لیے مامور فرمایا۔ حضورِ اکرم ﷺ خود بھی ہر روز حضرت سعدؓ کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے حضور ﷺ نے ان کی دلجوئی فرماتے۔ اور ان کے زخم کو اپنے دستِ مبارک سے داغ دیا تھا جس سے ان کا خون بہنا بند ہو گیا۔ اگرچہ بعد میں وہ اسی زخم سے فوت ہو گئے۔ لیکن اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رفیدہؓ نے زخمی مسلمانوں کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا۔ شیخ محمد رضا مصری اپنی کتاب "محمد رسول اللہ" ﷺ میں لکھتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کے بارے میں صحابہؓ کو حکم دیا تھا کہ انھیں رفیدہ کے خیمہ میں داخل کر دو تاکہ نزدیک رہنے سے میں آسانی سے ان کی عیادت کرتا رہوں۔ **طبقاتِ ابنِ سعد** میں لکھا ہے کہ غزوۂ خندق میں رفیدہ کا خیمہ، خیمۂ نبوی ﷺ کے پاس تھا۔ جہاں وہ بیماروں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔

حضرت رفیدہ واحد خاتون ہیں جنھیں یہ اعزاز حاصل ہوا کہ کئی اور موقعوں کے علاوہ حضور ﷺ نے غزوۂ خندق میں انھیں بطورِ جرّاح مریضوں کے علاج کی اجازت مرحمت فرمائی۔

جن کی خدمت کی خاطر کسی کو جہاد سے روکا گیا

حضور ﷺ نے جن خواتین کی بیماری کی وجہ سے ان کی ذمہ داری کسی اور کے سپرد کی، ان میں حضور ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہؓ ہیں اور دوسری خاتون حضرت ابو امامہ بن ثعلبہؓ کی والدہ ہیں۔

۲ ہجری میں جب حضورِ اکرم ﷺ جنگِ بدر کے لیے جا رہے تھے، ان دنوں میں حضرت رقیہ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ کو چیچک نکل آئی، جس سے وہ بیمار ہو گئیں۔ آقا حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو جنگِ بدر میں جانے سے روک دیا اور فرمایا کہ وہ حضرت رقیہؓ کی خبر گیری کے لیے مدینہ ہی میں ٹھہریں۔ اس کے عوض اللہ تعالیٰ انھیں جہاد میں شریک ہونے کا ثواب بھی دے گا اور مالِ غنیمت سے بھی انھیں حصّہ ملے گا۔ جس وقت جنگِ بدر ختم ہوئی اور حضرت زید بن حارثہؓ فتح کی خبر لے کر مدینۂ طیبہ پہنچے، اس وقت حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔

جنگِ بدر میں لڑنے والے مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ بتائی جاتی ہے۔ المواہبِ اللدنیہ میں ہے کہ جنگِ بدر میں لڑنے والے صحابہؓ کی تعداد تین سو پانچ تھی۔ آٹھ آدمی اس میں شامل نہیں ہوئے تھے مگر ان کا حصّہ غنیمت اور ثوابِ آخرت میں دوسروں کے برابر تھا۔ ان آٹھ صحابہ میں تین مہاجر اور پانچ انصار تھے۔ مہاجرین میں حضرت عثمان بن عفانؓ جو حضرت رقیہؓ کی علالت کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ حضرت طلحہؓ اور سعیدؓ کو آپ ﷺ نے جاسوسی کے لیے متعین کیا۔ انصار میں حضرت ابولبابہؓ کو آپ ﷺ نے ابنِ اُمِّ مکتومؓ کی جگہ مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔ عاصم بن عدی کو آپ ﷺ نے اپنے اہل پر خلیفہ کیا۔ حارث بن حاطب کو بنو

عمرو کی طرف بھیجا اور حارث بن الصمہ اور خوات بن جبیر راستے میں زخمی ہو گئے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے انھیں واپس بھیج دیا۔ اس طرح مالِ غنیمت میں تین سو تیرہ صحابہؓ کو شمار کیا گیا جبکہ جنگ میں صرف تین سو پانچ صحابہؓ نے شرکت کی۔

ایک اور خاتون جو حضرت ابواُمامہؓ بن ثعلبہ انصاری کی والدہ تھیں' ان کے بیٹے جنگِ بدر میں شرکت کے لیے تیار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر ان کی والدہ کی خدمت بیمار تھیں' اس لیے حضورِ اکرم ﷺ نے انھیں اپنی والدہ کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اس طرح اس خاتون کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کی بیماری کی وجہ سے ان کے بیٹے کو آپ ﷺ جہاد پر جانے سے روک دیا اور ان کی ذمّہ داری سنبھالنے کا حکم فرمایا۔ جہاد پر جانے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کی خدمت کی فضیلت بھی کم نہیں۔

جن کی تکلیف کو حضور ﷺ نے اپنی تکلیف فرمایا

آقا حضور ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے اور تمام مخلوقات کے لیے رحمت بنے۔ آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف فرما دیا اور فتحِ مکہ کے دن تمام لوگوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ یہ ایسا سلوک تھا کہ جس کی کہیں اور مثال نہیں مل سکتی۔ یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے آپ ﷺ کو ہر طرح سے نقصان پہنچایا' آپ ﷺ کی اولاد کو اذیتیں دیں' آپ ﷺ کے اصحابؓ کو ہر طریقے سے پریشان کیا۔ اور بالآخر حضور ﷺ اپنا گھربار' اپنی عزیز ترین جگہ کو چھوڑ کر مدینۂ طیبہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ وہاں جانے کے بعد بھی ان لوگوں نے اپنی شرارتیں بند نہ کیں مگر فتحِ مکہ کے بعد آپ ﷺ نے انھیں معاف فرما دیا۔ جب

طائف والوں نے ظلم کیا تو آپ ﷺ نے ان کو بھی بددعا نہ دی۔ فرمایا کہ شاید ان کی اولاد کو ہدایت نصیب ہو۔ آپ ﷺ کا ایک چچا اسلام کا شدید مخالف تھا اور اس وجہ سے آپ ﷺ کی بہت مخالفت کرتا تھا۔ اس کے اور اس کی بیوی کے مظالم کی داستان تمام سیرت کی کتابوں حتیٰ کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ نامراد شخص ابولہب تھا جس نے ہمیشہ اسلام اور حضور ﷺ کے ساتھ دشمنی کی اور کفر کی حالت میں مرا۔ اسی شخص کی بیٹی حضرت درہؓ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت سے نوازا مگر لوگوں نے انھیں ان کے باپ کی حرکتوں کا طعنہ دیا تو بیٹی کو دکھ پہنچا اور وہ اپنے دکھ کو لے کر حضور ﷺ کے دربار میں پہنچیں۔ آپ ﷺ نے اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف فرمایا۔

ابنِ اثیر کے مطابق واقعہ یوں ہے کہ حضرت درہؓ نے اسلام قبول کر کے ہجرت کی۔ جب یہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں اور رافع بن معلیٰ زرقی کے گھر اُتریں۔ وہاں بنو زریق کی عورتیں ان سے ملنے کے لئے آئیں اور باتوں باتوں میں کہنے لگیں کہ "تم کو ہجرت کا کیا ثواب ملے گا کیونکہ تمہارے باپ ابولہب کے بارے میں سورۃ **تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ** نازل ہوئی تھی' تم اسی ابولہب کی بیٹی ہو"۔ حضرت درہؓ کو یہ سُن کر بہت افسوس ہوا' اور وہ صدمے اور پریشانی کے عالم میں آقا حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور تمام بات سنائی۔ حضور ﷺ نے انھیں تسلّی دی' بٹھایا اور لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد منبر پر تشریف فرما کر پکارا۔ "لوگو! مجھ کو میرے خاندان کے بارے میں تکلیف دیتے ہو۔ حالانکہ قسم ہے خدا کی' میرے اقربا کو میری شفاعت ضرور پہنچے گی۔ یہاں تک کہ صد' حکم اور سلب بھی اس سے مستفید ہوں گے"۔ اور فرمایا کہ "میرے قرابت داروں پر طعن و

تشنیع سے مجھے نہ ستایا جائے"۔

جنھیں غلام عنایت فرمایا گیا

غزوۂ حُنَین کے موقع پر جب حضور ﷺ اپنی رضاعی بہن حضرت شیماؓ سے ملے تو آپ ﷺ نے دوسرے تحائف کے ساتھ ساتھ انھیں ایک غلام بھی دیا۔ ابنِ سعد کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت شیماؓ کو ایک غلام جس کا نام مکحول تھا اور ایک لونڈی دی تھی جن کی آپس میں شادی کر دی گئی۔ ان کی نسل باقی رہی۔ اصابہ میں ابو عمر کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت شیماؓ کو اونٹ، بکریاں اور تین غلام اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔

حضرت فاختہ بنت عمرو کے بارے میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ کی خالہ تھیں۔ جابرؓ بن عبداللہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی خالہ فاختہ بنتِ عمرو کو ایک غلام عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اس غلام کو نہ قصاب بنانا، نہ سُنار اور نہ حجّام۔

غزوۂ طائف میں حضور ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی خالہ فاختہ بنتِ عمرو کا ایک آزاد کردہ مخنث غلام ماتع بھی تھا۔ یہ شخص کبھی کبھی اُمّہات المؤمنینؓ کے حجروں میں بھی چلا جاتا تھا اور حضور ﷺ اسے منع نہیں فرماتے تھے۔ لیکن ایک بار حضور ﷺ نے اسے خالد بن ولید یا عبداللہ بن ابی امیّہ سے کہتے سنا کہ غزوۂ طائف میں فتح ہو جائے تو بادیہ بنتِ غیلان بن سلمہ کو ضرور حاصل کرنا کیونکہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل ہوتے ہیں اور پیچھے سے آٹھ بل ہوتے ہیں۔ یہ سن کر حضورِ اکرم ﷺ نے اُمّہاتُ المؤمنینؓ کو ہدایت فرمائی کہ آج کے بعد ماتع کو اپنے حجروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔

جن کی بات سے حضور ﷺ مسکرا پڑے

جن خواتین کی بات سے حضورِ اکرم ﷺ مسکرا پڑے تھے، ان میں اُمُّ المومنین حضرت سَودہؓ بھی شامل ہیں۔ حضرت سودہؓ نہایت خوش مزاج تھیں۔ بعض اوقات اس انداز سے چلتی تھیں کہ حضورِ اکرم ﷺ ہنس پڑتے تھے۔

دُخترانِ اسلام میں ہے، ایک بار حضور ﷺ سے کہنے لگیں کہ میں نے کل رات آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی تو آپ ﷺ نے اس قدر دیر تک رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھُوٹنے کا اندیشہ ہوا، اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔ حضور ﷺ اس جملہ پر مسکرا اٹھے۔

دوسری خاتون حضرت اُمِّ سُلَیمؓ ہیں۔ یہ غزوۂ حُنَین میں شریک تھیں اور اپنے ہاتھ میں ایک خنجر لیے ہوئے تھیں۔ ان کے خاوند نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو حضور ﷺ کو بتایا کہ دیکھیں اُمِّ سلیمؓ کیسے خنجر لیے کھڑی ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ اس خنجر کا کیا کرو گی۔ کہنے لگیں۔ اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ حضور ﷺ یہ سن کر مسکرا اٹھے۔

حضور ﷺ نے جن کے آنسو پونچھے

ایک بار حج کے سفر میں اُمُّ المؤمنین حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں۔ جب حضورِ اکرم ﷺ ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر اور اپنے دستِ مبارک سے ان کے آنسو پونچھے۔

آپ ﷺ ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنتِ رسولُ اللہ ﷺ اپنی بہن حضرت رقیہؓ کی قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگیں تو آقا حضور ﷺ اپنی چادر کے کناروں سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

جنھیں حضور ﷺ کی حفاظت کا اعزاز ملا

حضرت اُمِّ عمارہؓ واحد خاتون ہیں جنھوں نے غزوۂ اُحُد میں بہادری کے جھنڈے گاڑ دیئے اور ان کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس دن انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کی حفاظت کے لئے جنگ کی۔ اس بارے میں حضورِ اکرم ﷺ نے بھی ان کی تعریف فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اُحُد کے دن میں دائیں بائیں جدھر نگاہ اُٹھاتا تھا، اُمِّ عمارہؓ ہی لڑتی دکھائی دیتی تھیں۔ اس جنگ میں جب تک مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا، اس وقت تک حضرت اُمِّ عمارہؓ دوسری خواتین کے ساتھ صحابہؓ کو پانی پلاتی اور زخمیوں کی خبر گیری کرتی رہیں۔ جب تیراندازوں کی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مجاہدین انتشار کا شکار ہو گئے تو اس وقت گنتی کے چند صحابہ آپ ﷺ کے پاس باقی رہ گئے تھے۔ اُمِّ عمارہؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو انھوں نے اپنا مشکیزہ پھینک کر تلوار اور ڈھال سنبھال لی اور حضور ﷺ کے قریب پہنچ کر کُفّار کے سامنے سینہ سپر ہو گئیں۔ کُفّار بار بار آپ ﷺ کی طرف بڑھتے اور حضرت اُمِّ عمارہؓ انھیں تیر اور تلوار سے روکتیں۔ المشاہد میں ہے، جہاں بڑے بڑے بہادروں کے قدم لڑکھڑا گئے تھے، وہاں حضرت اُمِّ عمارہؓ میدان جنگ میں ڈٹی ہوئی تھیں۔

جنھیں گیت گانے سے منع نہ فرمایا

آقا حضور ﷺ جب مدینۂ طیّبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے استقبال میں
یوں نے دف بجا بجا کر گیت گایا۔ جس سے آپ ﷺ خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم مجھ
ے محبّت کرتی ہو؟ انھوں نے کہا "ہاں"۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میں بھی تم سے
ت کرتا ہوں"۔

حضرت ربیعؓ بنتِ معوذ کے نکاح کے دوسرے دن حضور ﷺ ان کے گھر
ریف لے گئے تو وہاں لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کی تعریف میں اشعار پڑھ
ی تھیں۔

تذکارِ صحابیاتؓ میں ہے، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم
ﷺ شادی بیاہ اور خوشی کی تقریبات میں انصار کی لڑکیوں کو گیت گانے کی اجازت دے
یتے تھے۔ ایک انصاری صحابیہ حضرت ارنبؓ کو بہت سے گیت یاد تھے۔ حضور ﷺ
ے ان کو انصار کی بعض شادیوں میں گیت گانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

جن کو حضور ﷺ نے کسی کام کا حکم دیا

آقا حضور ﷺ نے ایک خاتون حضرت خولہ بنتِ قیس کو یہ اعزاز بخشا کہ
یں اپنا ایک کام کرنے کے لیے کہا۔ ہُوا یوں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا
ے آپ ﷺ نے ساٹھ صاع کھجوریں قرض لی تھیں۔ اس آدمی نے اپنی
وروں کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی طرف
قرض ادا کر دیں۔ اس انصاری نے اپنی کھجوریں پیش کر دیں مگر اس آدمی کو پسند

نہ آئیں۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ حضور ﷺ سے بڑھ کر انصاف پسند کوئی نہیں۔
آپ ﷺ نے فرمایا، تم نے سچ کہا۔ مجھ سے زیادہ انصاف کرنے کا حق دار کون ہے۔
اللہ اس اُمّت کو باقی نہیں رکھتا جس میں اس کا کمزور اس کے قوی سے اپنا حق کسی
دِقّت کے بغیر نہ لے سکے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خولہ بنت قیس سے فرمایا۔ "اے
خولہؓ! تم اس کو کھانا کھلاؤ اور اس کا قرض ادا کر دو"۔ چنانچہ حضرت خولہؓ نے ارشادِ
نبوی ﷺ کی تعمیل کی۔ یہ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی بیوی تھیں اور غزوۂ اُحد
میں حضرت حمزہؓ کی وفات کے بعد انھوں نے حضرت نعمان بن عجلان انصاریؓ سے
نکاح کر لیا تھا۔ یہ حضور ﷺ سے بہت محبّت کرتی تھیں۔

حضور ﷺ نے جن کی نمازِ جنازہ پڑھائی

اُمُّ المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ خُزَیمہ حضورِ اکرم ﷺ سے نکاح کے دو تین
مہینے بعد ہی فوت ہو گئیں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے بعد یہ آقا حضور ﷺ کی
حیاتِ پاک میں فوت ہوئیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر قریباً تیس برس تھی۔ یہ ربیع
الاول ۳ ہجری کے آخری دنوں میں فوت ہوئیں۔ آقا حضور ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ
خود پڑھائی اور جنّتُ البقیع میں دفن فرمایا۔ یہ شروع ہی سے نہایت دریا دل اور کشادہ
دست تھیں۔ فقیروں اور مسکینوں کی امداد کے لیئے ہر وقت تیار رہتی تھیں اور
بُھوکوں کو نہایت فیّاضی سے کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ان صفات کی بنا پر لوگوں میں "اُمُّ
المساکین" کے لقب سے مشہور تھیں۔

جن خواتین کی نمازِ جنازہ حضور ﷺ نے پڑھائی، ان میں آپ ﷺ کی بیٹیاں
حضرت زینبؓ اور حضرت اُمِّ کلثومؓ بھی شامل ہیں۔

ایک خاتون اُمِّ محجنؓ مسجدِ نبوی ﷺ میں جھاڑو دینے کی خدمت انجام دیتی
تھیں۔ جب وہ بیمار ہو گئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، جب یہ فوت ہوں تو مجھے اطلاع
دینا، مگر آپ ﷺ کے آرام کی وجہ سے ایسا نہ کیا گیا۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہُوا کہ
آپ ﷺ نے بعد میں ان کی قبر پر تشریف لے جا کر دوبارہ نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔

☆☆☆

ماخذ و مراجع

قرآنِ مجید۔ صحیح بُخاری۔ صحیح مُسلم۔ سُننِ ابُو داوٗد۔ سُننِ نسائی۔ مُسندِ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ طبرانی۔ مختصر سیرۃُ الرسول ﷺ (عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب) الرحیق المختوم (صفی الرحمان مبارکپوری) المشاہد (حکیم رحمان علی) غلامانِ محمد ﷺ (محمد احمد پانی پتی) سِیَرُ الصّحابیات و اُسوۂ صحابیات (سعید انصاری و عبدالسّلام ندوی) سیرۃُ النّبی ﷺ جلد اوّل (شبلی نعمانی) سیرۃُ النّبی ﷺ۔ جلد سوم (سیّد سلیمان ندوی) صحابیاتؓ (نیاز فتحپوری) اُسد الغابہ فی معرفتِ الصّحابہؓ (ابنِ اثیر) طبقاتِ ابنِ سعد (اردو ترجمہ) سِیَرُ الصّحابہؓ (شاہ معین الدین ندوی) انساب الاشراف (بلاذری) روضۃ الاحباب (جمال حسینی) الاصابہ فی تمییز الصّحابہؓ (ابنِ حجر عسقلانی) سیرتِ عائشہؓ (سیّد سلیمان ندوی) محمدؐ رَسُولُ اللہ ﷺ (شیخ محمد رِضا مصری) استیعاب (حافظ ابنِ عبدالبر) الوفا باحوالِ المصطفیٰ ﷺ (عبدالرحمٰن ابنِ جوزی) المواہبُ اللّدنیہ (قسطلانی) دُخترانِ اسلام (عبدالغنی گھلن) مدارجُ النبوت (شیخ عبدالحق محدّث دہلوی) سیرتِ ابنِ ہشام کامل۔ معارجُ النبوت (معین واعظ کاشفی) تذکارِ صحابیاتؓ (طالب ہاشمی) خواتین رسولِ اکرم ﷺ کی نظر میں (اُمّ فاروق) حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین (شہناز کوثر) کتاب المعارف (ابنِ قتیبہ)۔ بھارت میں یہ کتاب "سِیَرِ انبیا و صحابہ

و تابعین" کے نام سے چھپی) اُمّت کی شہزادیاں (محمد صدیق کھوکھر) تاجدارِ مدینہؐ کی شہزادیاں (سلام اللہ صدیقی) عائشہؓ (عباس محمود العقاد) جوامع السیرت (ابنِ حزم ظاہری) الخصائص الکبریٰ (جلال الدین سیوطی۔ اردو ترجمہ از راجا رشید محمود و حامد لطیف سیّد) رحمتٌ للعالمین ﷺ (قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری) سیرۃُ المصطفیٰ ﷺ (ابراہیم سیالکوٹی) حضور ﷺ اور بچے (راجا رشید محمود) حضور ﷺ کے سیاہ فام رفقا (اظہر محمود) حیاۃ الصّحابہؓ (محمد یوسف) عورت اور اسلامی تعلیم (مالک رام) السّیرۃ الحلبیہ (علی بن برہان الدین حلبی) اعلام النسا۔ جز اوّل (عمر رضا کحالہ) نوادرات (محمد اسلم جیراجپوری) حیاتِ محمد ﷺ (محمد حسین ہیکل) ضیاءُ النّبی ﷺ (پیر محمد کرم شاہ)

☆☆☆

ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ

شہناز کوثر کی پانچویں صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب

(اِس سے پہلے اُنھیں قوسِ قزح پر ۱۹۹۱ کا' حیاتِ طیّبہ میں پیر کے دن کی اہمیت پر ۱۹۹۲ کا' حضور ﷺ کا بچپن پر ۱۹۹۳ کا اور حضور ﷺ کی معاشی زندگی پر ۱۹۹۴ء کا صدارتی ایوارڈ مل چکا ہے)

ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ کی فہرستِ مندرجات:

ہجرت کا معنیٰ و مفہوم۔ قرآنِ پاک میں ہجرت کے احکام۔ احادیثِ مقدّسہ میں ہجرت کے احکام و واقعات۔ ہجرت کی ضرورت و اہمیت۔ انبیاءِ سلَف کی ہجرت۔ ہجرتِ مصطفیٰ ﷺ کی انفرادیت۔ ہجرت کرنے اور نہ کرنے کی وجوہ۔ موانعاتِ ہجرت اور ان کا قرآنی حل۔ ہجرت' مدینہ ہی کی طرف کیوں۔ صحابۂ کرامؓ کی ہجرت۔ مہاجرین انصار۔ ہجرت کرنے والوں پر مظالم۔ حضور ﷺ کے خلاف سازش۔ مکّہ میں حضور ﷺ کا آخری حکم۔ حضور ﷺ کا غارِ ثور میں قیام۔ غارِ ثور سے قُبا کی طرف سفر۔ سفر میں حضور ﷺ کی معاونت کرنے والے۔ راستے میں حضور ﷺ سے ملنے والے۔ ہجرتِ مدینہ کے دوران معجزات۔ حضور ﷺ کی ہجرت کے بعد مکہ میں رہنے والے۔ قُبا میں حضور ﷺ کا استقبال۔ حضور ﷺ کے قُبا میں پہنچنے کی تاریخ۔ قبا میں حضور ﷺ کا قیام۔ قبا میں حضور ﷺ سے ملنے والے۔ مسجدِ قبا کی تعمیر۔ مسجدِ قبا کی تعمیر میں حصہ لینے والے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں قیام۔ ہجرت کے اثرات و فوائد۔

صفحات: ۱۱۲۔ قیمت: ۱۰۰ روپے (مجلّد)

اختر کتاب گھر' اظہر منزل نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور

"NAAT"
CPL 106
(شہریارِ مدینہ ﷺ کی مسجدِ پاک اور شہرِ کرم)